بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
و علی عبدہ المسیح الموعود

Regd. No. D. 67

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

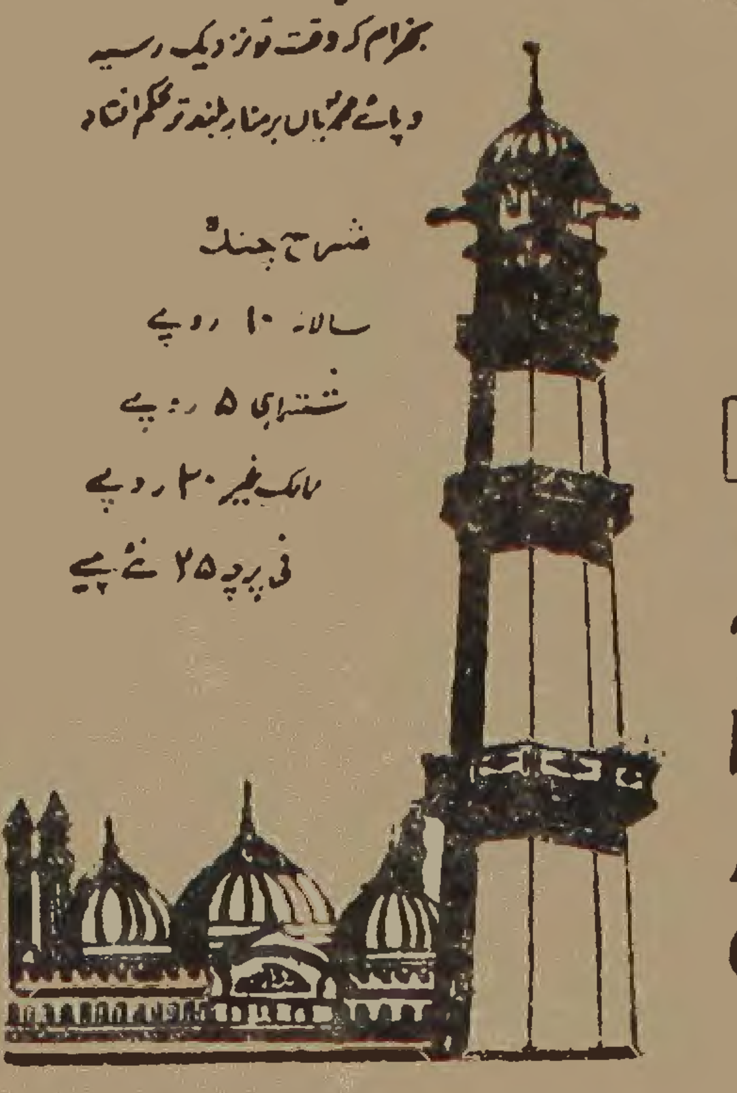

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

و لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly Badr Qadian

جلد ۲۰   شمارہ ۱۵

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

۱۸ر صفر ۱۳۹۱ھ   ۱۵ر شہادت ۱۳۵۰ ہش   ۱۵ر اپریل ۱۹۷۱ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۲ر شہادت (اپریل) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت ناظر صاحب خدمت درویشاں مورخہ ۱۰ر شہادت کو اطلاع فرماتے ہیں کہ حضور ایدہ اللہ کی طبیعت پہلے سے بہت اچھی ہے۔ ڈاکٹروں نے معائنہ کے بعد پوری تسلی کا اظہار کیا ہے۔ چونکہ تشہد میں بیٹھنے سے ٹانگوں میں درد ہو جاتی ہے اسلئے حضور نے ابھی تک نمازوں کے لئے مسجد میں تشریف لانا شروع نہیں کیا۔ احباب جماعت اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۱۲ر شہادت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع بچگان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں محترم صاحبزادہ صاحب، محترمہ بیگم صاحبہ کے ڈاکٹری معائنہ کے لئے آج پھر امرتسر تشریف لے گئے تھے۔ بعد معائنہ ڈاکٹری رائے یہ ہے کہ حضرت سیدہ ممدوحہ کو موجودہ تکلیف پتہ کی وجہ سے نہیں البتہ جگر کی وجہ سے ہے۔ روزانہ ۹۹ درجہ سے کچھ اُوپر ہی حرارت ہو جاتی ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سیدہ محترمہ کو جلد کامل شفا بخشے اور ہر قسم کے تفکرات اور پریشانیوں کو دور کر دے آمین ۞

نائیجیریا کے قصبہ اِموسان میں احمدیہ وفد کی تشریف آوری اور ایک تاریخی تقریب کا انعقاد

علاقائی ترقیاتی کونسل کی طرف سے احمدیہ سیکنڈری سکول اور ہیلتھ سنٹر کے قیام کیلئے ۱۲۰ ایکڑ قطعہ زمین کی پیشکش

۱۷ر جنوری ۱۹۷۱ء کا دن نائیجیریا مشن کی تاریخ میں نہایت درجہ اہمیت کا حامل تھا جبکہ مختلف احمدیہ جماعتوں کے ۲۰ نمائندگان مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب انوری امیر نائیجیریا کی قیادت میں IMOSAN (یہ قصبہ IJEBO ODE کے نزدیک ہے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تاریخی دورہ مغربی افریقہ میں ایک شاندار مسجد کا افتتاح فرمایا تھا) پہنچے جہاں قصبہ کے سارے مرد و زن یہاں تک کہ بچے بھی استقبال کے لئے موجود تھے۔ وفد نے مقامی احباب کی درخواست پر وہ زمین دیکھی جو قصبہ والے احمدیہ مسلم مشن کو سیکنڈری سکول اور کلینک قائم کرنے کے لئے پیش کرنے والے تھے۔

اس کے بعد تاریخی اجلاس ہوا۔ جس میں حاضرین کی تعداد پانچ چھ سو تھی۔ اس اجلاس کی صدارت شہر کے چیف امام کے بھائی نے کی۔ (جو حال ہی) میں بیعت کر کے امام مہدی کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں۔

زمین کے کاغذات محترم امیر صاحب کے سپرد کرنے سے پیشتر قصبہ کی ترقیاتی کونسل کے جنرل سیکرٹری Mr. William olu Osisanlu نے احمدیہ وفد کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پڑھا جو مطبوعہ تھا۔ اور اس پر کونسل کے (۱) سرپرست (۲) جنرل پریذیڈنٹ (۳) جنرل سیکرٹری اور (۴) چیئرمین کے دستخط ثبت تھے۔ اس سپاسنامہ کی چند اہم باتیں درج ذیل ہیں:-

(۱) ہم اِموسان کمیونٹی ڈویلپمنٹ کونسل (Imosan Community Development Council) اور اس علاقہ کے چیفس اور تمام باشندوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اس استقبالیہ ایڈریس کے ذریعہ احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا کے نمائندگان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ امر باعث مسرت ہے جماعت احمدیہ کے نمائندگان اس قطعہ زمین کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ جو تقریباً ۱۲۰ ایکڑ پر مشتمل ہے اور جسے جماعت احمدیہ کے سیکنڈری سکول اور ہیلتھ سنٹر کی تعمیر کے لئے ان کے حوالے کیا جا رہا ہے۔

(۲) ہم اس موقعہ پر احمدیہ مشن نائیجیریا کو اپنی مخلصانہ معاونت کا بھی یقین دلاتے ہیں۔ اور ان کی ان کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو وہ اس علاقہ میں فلاح و بہبود کے مراکز کے قیام کے سلسلہ میں عمل میں لا رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس مخلصانہ جدوجہد کا عملی نتیجہ اس علاقہ کے لوگوں کی ترقی اور خوشحالی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

ان حالات میں اس علاقہ کے لوگوں کی یہ خواہش ہے کہ ان دونوں منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جلد از جلد کام کا آغاز کر دیا جائے۔ ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اس مجوزہ منصوبہ کی تکمیل کے سلسلہ میں ہم احمدیہ مشن نائیجیریا کی ہر طرح رہنمائی اور معاونت کے لئے تیار ہیں۔

(۳) جماعت احمدیہ نائیجیریا کے نمائندگان کا یہاں ہماری ملاقات اور قطعہ زمین کے معائنہ کے لئے تشریف لانا ہمارے لئے یقیناً مسرت کا باعث ہے۔ اور ہم اپنے جذبات کے اظہار کے لئے الفاظ کو کافی نہیں پاتے اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ ہم اس موقعہ پر نائیجیریا مشن کے اجیبو اوڈے سرکٹ کی مجلس عاملہ کے ارکان کے بھی تہہ دل سے ممنون ہیں کہ وہ اس منصوبہ کے سلسلہ میں اپنی تمام کوششوں کو بروئے کار لا کر احمدیہ مشن کے اِموسان Imosan میں قیام کا باعث ہوئے۔

بالآخر ہم اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی غیر مشروط وفاداری کے عہد کی تجدید کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ احمدیہ مشن نائیجیریا کو اپنے عظیم مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ اور یہ کہ ہمارے ساتھ ان کے تعلقات اس علاقہ کی ترقی اور خوشحالی پر منتج ہوں۔

اس سپاس نامے کے جواب میں محترم امیر صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر فرمائی جس سے حاضرین بے حد محظوظ ہوئے۔ اس تقریب کے فوٹوز وہاں کے مقامی اخبارات میں شائع ہو کر دوسروں کے لئے ترغیب کا باعث بن رہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ !!

مرمت مقاماتِ مقدسہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانات جو مقدس اور تاریخی اَلْبَیْت کے حامل ہیں مرورِ زمانہ کے باعث ان کی ضروری مرمت کا اہم مسئلہ اس وقت سامنے ہے۔

ہندوستان کی جماعتوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ انہیں احمدیت کے دائمی مرکز قادیان کی براہِ راست خدمت کے مواقع حاصل ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہ جب چاہیں اس تخت گاہِ رسول کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔

اس سہولت اور سعادت کا یہ تقاضا ہے کہ ہندوستان کے مستطیع احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکرانہ کے طور پر مرمت مقاماتِ مقدسہ کی اہم ضرورت کو پورا کریں۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ۞

ہفت روزہ بدر قادیان!
مورخہ ۱۵ ر شہادت ۱۳۵۰ ہش

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے

افریقہ میں کامیاب تبلیغِ اسلام

اسلام کی تبلیغ اور اس کی خدمت و اشاعت کا کام آج منظم اور نتیجہ خیز طریق پر اگر ساری دُنیا میں کیا جارہا ہے تو صرف اور صرف احمدیہ جماعت کی طرف سے۔ اس فریضہ کی ادائیگی میں احمدی مبلغین جس جانفشانی سے کام کر رہے ہیں اس پر دُنیا بھر کے دانشمند اور قدر دان طبقہ نے ہمیشہ ہی خراجِ تحسین ادا کیا ہے۔ اس کو دیکھ کر غیر از جماعت علماء کی حالت نہایت درجہ غیر ہوجاتی ہے۔ میدانِ تبلیغ میں خود ان سے تو کچھ ہو نہیں پاتا، جب عامۃ المسلمین اس ضمن میں اُن سے جواب طلب کرتے ہیں تو بجائے اس کے کہ مردِ میدان بن کر جماعتِ احمدیہ کے مقابلہ میں مثبت بنیادوں پر اسلام کی تبلیغ کے ٹھوس کارنامے پیش کریں، محض گلو خلاصی کے لئے اُلٹا جماعتِ احمدیہ کی کامیاب تبلیغ ہی کو محلِ طعن بنانے لگتے ہیں۔ اگرچہ ان علماء میں بعض ایسے بھی ہیں جو تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں کھلے بندوں غیر از جماعت مسلمانوں کی بے حسی اور بے حمیتی کا واضح اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں ہم بدر کی ایک گزشتہ اشاعت میں بنارس کے ایک جیّد مولوی صاحب کی اپنی تحریر کا حوالہ دے کر اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ مگر آج کی صحبت میں ہم اوّل الذکر طبقہ کے علماء کی کارگذاری کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔

اس کے لئے تعمیرِ حیات مجریہ ۱۵ ر نومبر ۱۹۷۰ء کا مفصلہ ذیل ایک طویل نوٹ مسیحی سہ ماہی رسالہ "ھُما" لکھنؤ کے حوالہ سے پیشِ خدمت ہے۔ یہ نوٹ اس رسالہ میں "افریقہ اور اسلام" کے ذیلی عنوان سے بایں الفاظ شائع ہوا:۔

"پچھلے چند برسوں سے بہت سے اسلامی اداروں اور مسلم اخبارات افریقہ میں اسلام کے سرعت سے پھیلاؤ کے بارے میں بیانات اور خبریں شائع کر رہے ہیں قادیانی پریس ان خبروں کے پھیلانے میں پیش پیش ہے۔ اور یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر افریقہ میں ایک شخص مسیحی مذہب قبول کرتا ہے تو اس کے مقابلہ میں نو اشخاص اسلام قبول کرتے ہیں۔ لیکن ابھی حال ہی میں ھُدٰی (دہلی) کے اکتوبر ۱۹۷۰ء کے شمارہ میں ایک مضمون "لائبیریا کے مسلمان آپ سے کیا کہتے ہیں" شائع ہوا ہے۔ جس میں اُن خبروں کو غلط بتایا گیا ہے کہ افریقہ میں اسلام سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ ھدٰی کے مضمون نگار کا بیان ہے کہ

"لائبیریا میں اسلام کو مادی وسائل اور تربیت یافتہ باصلاحیت اور مخلص اسلامی کارکنوں کی اشد ضرورت ہے۔ مسلمان حکومتیں۔ اسلامی ادارے اور مخیّر حضرات اس کارِ خیر میں حصہ لے کر نہ صرف لائبیریا بلکہ پورے افریقہ میں حالات کا نقشہ بدل سکتے ہیں۔ عیسائیت کے پردے میں مغربی اقوام اپنے تاثرات کو قائم اور مستحکم کرنے کے لئے جس طرح زور لگا رہی ہیں۔ اور اب اشتراکی اور یہودی برّ اعظم افریقہ میں اثر و نفوذ کے لئے سامراجی خطوط پر کام کر رہے ہیں، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کی طرف سے اب تک غفلت ہی برتی گئی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کوتاہی کی کسی حد تک ذمہ دار مغربی پریس اور پروپیگنڈا ایجنسیاں ہیں جنہوں نے نہایت چالاکی و عیاری کے ساتھ کئی برسوں سے یہ بات عام کر رکھی ہے کہ افریقہ میں اسلام سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔

اس منافقانہ حکمتِ عملی کا مقصد عالمِ اسلام کی توجہ افریقہ سے ہٹانی ہے۔ اور اس طرح افریقہ کو عیسائی مشنری کے لئے ایک محفوظ جگہ بنانا ہے۔ اس سلسلہ میں امریکا کے کثیر الاشاعت اخبار روزنامہ "ٹائم" نے بہت ہی تباہی مچا رکھی ہے۔ اس جریدہ نے اپنی ۱۱ ر جنوری ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کے پھیلاؤ کے بارے میں ایک خاص مضمون شائع کیا ہے جس میں قارئین کو تاثر دیا ہے کہ افریقہ میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور مسلمانوں کی آنکھوں میں اس طرح دھول جھونکی گئی کہ اب بھی وہ صحیح حالات سے بے خبر ہیں۔

مغربی پریس اور کلیسیا کے اس پروپیگنڈے کا دوسرا مقصد ایک تو یہ ہے کہ وہ اسلامی مبلغین کو یہ تاثر دے کر کہ اسلام وہاں بسرعت پھیل رہا ہے افریقہ جانے سے روکے رکھیں اور دوسری طرف تبلیغ اسلام کے ضمن میں مبالغہ آرائیاں کر کے اپنی حکومتوں، صنعت کاروں اور دیگر ثروت مند لوگوں سے زیادہ پیسہ جمع کر کے افریقہ میں عیسائیت کے پرچار پر صرف کریں۔ اب بھی وقت ہے کہ مغربی پریس اور کلیسیا کی اس فریبانہ چال کو سمجھا جائے اور افریقہ میں اسلام کی آواز پر لبیک کہہ کر ہم میدانِ عمل میں آئیں"۔

(تعمیرِ حیات ۱۵ ر نومبر ۱۹۷۰ء بحوالہ ھُما لکھنؤ جنوری تا مارچ ۱۹۷۱ء صفحہ ۲۸)

پہلی بات تو یہ ہے کہ امریکی رسالہ ٹائم کی رپورٹ عینی شہادت پر مبنی ہے۔ ہم نے امریکی رسالہ کا محولہ بالا اصل مضمون خود پڑھا ہے۔ رسالہ کا مضمون نگار ان افریقی ممالک میں بذاتِ خود گیا۔ اس نے وہاں پر احمدیہ مشنز کی مساعی کو بچشم خود مشاہدہ کیا اور اپنی عینی شہادت کو رپورٹ کے رنگ میں شائع کر دیا۔

اب علماء ہیں کہ بجائے تعمیری رنگ میں اصل مسئلہ کی نسبت غور و فکر کرنے کے دُور از کار توجیہات نکال رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کسی کو نہ برّاعظم افریقہ میں جانے کی توفیق ملی، نہ ذاتی مشاہدہ کر سکے۔ اور نہ ہی دل میں دینِ اسلام کی وہ محبت ہی ہے جس کے نتیجہ میں ہر قسم کی مشکلات کی پرواہ کئے بغیر میدانِ عمل میں کود جانے کو دل چاہتا ہے۔ صرف دور بیٹھے آفتابِ صداقت پر پردہ ڈالنے کی بے سُود کوشش کر رہے ہیں

بطور تنزّل تھوڑی دیر کے لئے ہم "تعمیرِ حیات" کے مقالہ نویس کی بات مان لیتے ہیں کہ مغربی پریس اور پروپیگنڈا ایجنسیوں کی چالاکی اور عیاری سے یہ بات عام کر دی گئی ہے کہ افریقہ میں اسلام سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے ورنہ آپ کے خیال کے مطابق وہاں تبلیغِ اسلام کے سلسلہ میں کچھ نہیں ہو رہا۔ اس صورت میں تو آپ لوگوں پر بدرجہ اَولیٰ یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ بہت جلد آپ کے مبلغین وہاں پہنچیں اور اسلام کے لئے کوئی نتیجہ خیز مہم چلائیں۔

ایسے متعدد اسلامی ممالک موجود ہیں جن کے ہاں دولت کے انبار لگے ہیں۔ ان کے حکمران اور ذی ثروت مسلمان زر و جواہر میں کھیلتے ہیں۔ تعجب کہ آج تک کسی اسلامی ادارے یا کسی اسلامی انجمن کو ہمت نہ ہوئی کہ افریقی ممالک کا رُخ کرتا اور اس خطہ میں مخالفِ اسلام عناصر کے پروپیگنڈا کا توڑ تلاش کرتا۔

بھائیو! اگر بقول معاصر تعمیرِ حیات مغربی پریس اور کلیسیا کے اس پروپیگنڈے کا دوسرا مقصد اپنی حکومتوں، صنعت کاروں اور دیگر ذی ثروت افراد سے زیادہ پیسہ جمع کر کے افریقہ میں عیسائیت کے پرچار پر صرف کرنا ہے تو کیا آپ لوگ اسی طریق کو تبلیغِ اسلام کے نیک کام کے لئے عمل میں نہیں لا سکتے؟ آپ کے یہاں ان وسائل کی کونسی کمی ہے؟ آپ بھی اسلامی حکومتوں، مسلمان صنعت کاروں اور ذی ثروت افراد سے اس کارِ خیر کے لئے بسہولت مدد لے سکتے ہیں۔ آخر اُن سے خدمتِ اسلام کی اس غرض کے پیشِ نظر روپیہ پیسہ جمع کرنے میں آپ کے لئے کونسی مشکل حائل ہے؟

اس جگہ حقیقۃً بات وہی ہے جس کا بنارس کے مولوی صاحب نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں مسلمانوں کی بے حسی اور بے حمیتی کے واضح الفاظ میں اعتراف کیا تھا۔ علماء کا کام ہے کہ پہلے وہ مسلمانوں کے اس مرض کا علاج کریں اور پھر احمدیہ جماعت کے منہ آئیں۔

تعمیرِ حیات کی مذکورہ عبارت میں ایک اور مزے کی بات ہے، معاصر نے لکھا ہے:۔

"مغربی پریس اور کلیسیا کے اس پروپیگنڈے کا دوسرا مقصد ایک تو یہ ہے کہ وہ اسلامی مبلغین کو یہ تاثر دے کر کہ اسلام وہاں بسرعت پھیل رہا ہے افریقہ جانے سے روکے رکھیں۔"

یہ تاثر بھی خوب ہے! اگر وہ "تربیت یافتہ باصلاحیت" حق کے مبلّغ ہیں تو ایسی خوشکن خبروں سے تو اُن کے سمندِ شوق کو ایک اور تازیانہ لگنا چاہیئے اور بجائے رُکنے کے میدانِ تبلیغ کی طرف اُن کے قدم تو اور زیادہ تیزی اور نئے جوش اور ولولہ سے اُٹھنے چاہئیں۔ موٹی عقل کا ایک کسان بھی یہ بات بخوبی سمجھتا ہے کہ زیادہ زرخیز قطعۂ ارض اس کی توجہ کا زیادہ مستحق ہے مگر ہمارے علماء ہیں کہ اس سے منہ موڑ رہے ہیں۔ لشتّان مابین الخلّ والخمر!

پھر تعمیرِ حیات ہو یا ھدٰی (دہلی) وغیرہ، یہ لوگ ابھی تک ۱۹۶۳ء کی رپورٹ پر ہی ذات بیس رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ آج اس پر مزید آٹھ برس گزر چکے ہیں۔ اور احمدی مبلغین کا تبلیغی کارواں پہلے کی نسبت کہیں زیادہ تیز رفتاری سے منزلِ مقصود (باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

تمام احمدی جماعتیں اس بات کا انتظام کریں کہ ہر احمدی قرآن مجید کا ترجمہ سیکھے اور اس پر عمل کرے

قرآن کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہی اسلام ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرمودہ ۲۵ ستمبر ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کے بعض ضروری امور اور تفصیلات حدیث اور فقہ سے معلوم ہوتی ہیں لیکن

اسلام کی اصولی تعلیم

قرآن کریم سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم ایک جامع کتاب ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتی ہے اور اسلام ایک زندہ مذہب ہے جو انسان کے ہر مقصد اور ہر مدعا میں راہ نمائی کرتا ہے پس اسلام کو قبول کرنے کے معنے یہ ہیں کہ اس کی راہ نمائی اور ہدایت کی تلاش کرنے پر آمادگی کا اظہار کرے اور اسلام کے قبول کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان قرآن کریم کی ہدایات اور اس کی کامل تعلیم پر یقین اور ایمان رکھے۔ اسلام بے شک کامل مذہب ہے لیکن

اسلام کی زبان قرآن کریم ہے

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک ایک کامل نبی ہیں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان قرآن کریم ہے۔ اللہ تعالےٰ بے شک ہر نقص سے پاک اور ہر خوبی کا جامع خدا ہے لیکن اس کی زبان قرآن کریم ہے۔ اصولی تعلیم خدا تعالےٰ کی طرف سے قرآن کریم کے سوا اور کہیں نہیں ملتی۔ اصولی تعلیم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قرآن کریم کے سوا اور کہیں نہیں ملتی۔ اصولی تعلیم کا ماخذ

فقہا اسلام اور مفکرین اسلام

کے لئے سوائے قرآن کریم کے اور کوئی نہ تھا جو کچھ مفکرین اسلام نے بیان کیا ہے جو کچھ مجتہدین اسلام نے بیان کیا ہے جو کچھ فقہا اسلام نے بیان کیا ہے۔ اگر وہ صحیح ہے تو وہ قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ جو کچھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اگر واقعہ میں وہ آپ تک پہنچ جاتے ہیں تو وہ قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ جو کچھ خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اگر واقعہ میں وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ تو وہ قرآن کریم کی تفسیر ہے ہاں جزئیات ایسی ہیں جو قرآن کریم نے ایسے الفاظ میں بیان نہیں کیں کہ انہیں ایک عام آدمی سمجھ سکے۔

الٰہی ارشاد اور وحی

میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذہن کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ وہ جزئیات ایسی ہیں کہ اصولی تعلیم میں ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وحی جلی یا خفی میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف توجہ دلائی گئی۔ وہ بے شک قرآن کریم کی خفی تفسیر یا حاشیہ کہلا سکتی ہیں لیکن وہ محض جزئیات ہیں۔

اصولی تعلیم قرآن کریم میں ہی ہے،

لیکن بدقسمتی سے مسلمان قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے سے محروم ہیں۔ ہمارے ربوہ کے سکولوں میں لڑکے اور لڑکیاں آتی ہیں یا قادیان کے سکولوں میں لڑکے اور لڑکیاں آتی تھیں تو افسوس کے ساتھ یہ بات معلوم ہوتی تھی اور معلوم ہوتی ہے کہ ان میں سے دسویں جماعت تک بھی قرآن کریم ناظرہ نہیں پڑھ سکتے۔ اب یہاں کالج بنا ہے اس میں بعض ایسی لڑکیاں آتی ہیں جنہیں سورۃ فاتحہ کا ترجمہ بھی نہیں آتا۔ اگر یہ حالت ہے تو سوال یہ ہے کہ جب قرآن کریم سے ان کا کوئی تعلق نہیں تو مذہب سے ان کا کیسے تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ اسلام قرآن کریم کا نام ہے۔ تم اسلام کی کوئی تعریف کرو وہ نامکمل ہو گی۔ حقیقی تعریف یہی ہے کہ

قرآن کریم کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا

اسلام ہے

اس کے سوا جتنی باتیں بھی تم لاؤ گے وہ ایک دائرہ تو بنا دیں گی۔ مگر تفصیلی تعریف اسلام کی نہیں کریں گی۔ جیسے لوگ گروہ بنا لیتے ہیں۔ تجار اور صنعت و حرفت والے بعض گروہ بنا لیتے ہیں۔ مگر یہ گروہ تفصیل سے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ گروہ کسی کو مورخ یا حساب دان نہیں بنا سکتے۔ ایک مورخ کے لئے ضروری ہے کہ اسے تمام قسم کی ضروری تفصیلات یاد ہوں۔ ایک حساب دان کے لئے ضروری ہے کہ حساب کے متعلق اسے ہر قسم کے ضروری اصول یاد ہوں۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اسے اسلام کے تمام ضروری اصول اور احکام یاد ہوں۔ محض یہ کہہ دینا کہ اسلام کی تعریف یہ ہے کہ کلمہ پڑھ لو۔ یہ اسلام کی مکمل تعریف نہیں۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ کلمہ شہادت اسلام کی تعریف ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ

کلمہ کے پیچھے جو حقیقت ہے،

اس پر ایمان لانا اور عمل کرنا اسلام ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انسان مسلمان ہو جاتا ہے تو اس سے ہماری یہی مراد ہوتی ہے کہ عقائد کے متعلق جو تعلیم قرآن کریم نے دی ہے وہ اس پر ایمان رکھتا ہے جب ہم کہتے ہیں کہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا

اسلام کو مکمل کرتا ہے تو اس کے معنے ہوتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو قرآن کریم لائے اور اس کی جو تشریح آپ نے فرمائی۔ جو شخص اس کے مطابق عمل کرتا ہے وہ مسلمان ہے اگر صرف لا الٰہ الا اللہ کہہ دینے سے انسان مکمل مسلمان بن جاتا ہے تو لا الٰہ الا اللہ منہ سے ہزاروں عیسائی بھی پڑھتے ہیں۔ پس خالی

لا الٰہ الا اللہ

کہہ دینا ہے ایسی حقیقت جو اسلام ہے وہ قرآن کریم پر ایمان اور عمل ہے کلمہ سے ہم محض اس طرف اشارہ کرتے ہیں اور عمل سے بھی ہم محض اس طرف اشارہ کرتے ہیں۔ گویا نہ صرف لفظی توحید سے انسان مسلمان ہوتا ہے اور نہ

قرآن کریم کے تمام احکام

پر عمل کرنے سے انسان لازماً مسلمان ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم کے بعض احکام اس کے لئے ضروری نہ ہوں۔ مثلاً زکوٰۃ ہے ایسے بھی مسلمان ہیں جن پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ حج ہے وہ ہر مسلمان کے لئے ضروری نہیں۔ حج صرف

صاحب استطاعت لوگوں پر فرض ہے،

پھر اس قسم کی لاکھوں جزئیات ہو سکتی ہیں جن پر کسی انسان کا علم حاوی نہیں ہو سکتا تو پھر ایسا انسان مسلمان نہیں رہ سکتا۔ پس علم توحید کا اصولی علم جس کے ساتھ انسان مسلمان ہوتا ہے لا الٰہ الا اللہ پڑھ لینے سے حاصل نہیں ہوتا۔ علم توحید کا اصولی علم قرآن کریم سے حاصل ہوتا ہے اور وہ تمام اصول جن سے ایمان اور اسلام مکمل ہوتا ہے محمد رسول اللہ کہنے سے حاصل نہیں ہوتے بلکہ وہ قرآن کریم کی تعلیم میں ہیں اور قرآن کریم پڑھنے سے آتے ہیں۔ بغیر قرآن کریم پڑھنے اور اس کا مطلب سمجھنے لا الٰہ الا اللہ کہنا ایک گر تو ہے یا ایک منتر تو ہے لیکن اس کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

بن جاتا تب پڑھا جاتا ہے جب اس میں قرآن کریم ڈالا جائے اور جب اس میں قرآن کریم ڈالا جائے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بھی زندہ ہو جاتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی

زندہ ہو جاتا ہے۔ پس قرآن کریم کے پڑھے بغیر اسلام قطعی طور پر نہیں آسکتا۔ افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے افراد بھی جنہیں اصلاح کا دعویٰ ہے قرآن کریم پوری طرح نہیں جانتے۔ بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ قرآن کے الفاظ تو پڑھتے ہیں ترجمہ نہیں پڑھتے۔ پھر اس سے بھی بڑی مصیبت یہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں قرآن کریم کا ترجمہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ حالانکہ اگر ترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالی جائے تو انسان سو فی صدی نہیں تو ۶۰ فی صدی مسلمان ہو جائے اور یہ بہتر ہے کہ انسان ۶۰ فی صدی مسلمان ہو بہ نسبت اس کے کہ اس میں ایک فیصدی بھی ایمان نہ ہو۔ پس جماعت میں یہ عادت ڈالی جائے کہ قرآن کریم پڑھو تو ترجمہ بھی پڑھو۔ اگر یہ عادت ڈال دی جائے تو یقیناً لوگوں کے اندر

اسلام کی صحیح روح

پیدا ہو جائے گی حقیقت یہ ہے کہ جو شخص عربی نہیں جانتا وہ قرآن کریم نہیں سمجھ سکتا کیونکہ انسانی عادت ہے کہ کوئی بات اس کی زبان میں ہو تو وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں لیکن بات دوسری زبان میں ہو تو اسے پہلے اپنے ذہن میں اس کا ترجمہ کرنا پڑتا ہے اور پھر کہیں جا کر عبارت کا مفہوم اس کے ذہن میں آتا ہے۔ پس جب ہم قرآن کریم کا اردو ترجمہ پڑھیں گے تو عبارت کا مفہوم ہماری سمجھ میں آجائے گا بشرطیکہ ترجمہ ایسا ہو جس سے مفہوم سمجھ میں آجائے۔ لفظی ترجمہ کا ترجمہ نہ ہو کہ شک نہیں ہے کوئی بیچ اس کتاب کے کہنے سے ہم مفہوم نہیں سمجھ سکتے۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ اس کتاب میں کوئی شک ڈالنے والی بات نہیں ہے۔ اس سے مفہوم ہمارے ذہن میں آجاتا ہے۔ جو شخص بیچ اس کتاب کے کہے گا وہ بیچ اس کتاب کے ہی پڑا رہے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے معنے جو شخص یہ کرے گا کہ اللہ جو تمام جہانوں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ وہی سب تعریفوں کا مستحق ہے تو سب مفہوم سمجھ لیں گے۔ لیکن اگر یہ ترجمہ کرے کہ سب تعریف واسطے اس خدا کے جو پالنے والا ہے سب جہانوں کا۔ تو اس کا مفہوم جلد ذہن میں نہیں آئے گا

یہ سب حماقتیں ہیں

جن سے بچنا چاہیئے ہر ایک چیز جب اپنی حد سے گزر جائے تو حماقت ہو جاتی ہے مثلاً نیت کو ہی لے لو۔ نماز کے لئے نیت ضروری ہے۔ مقلدین اور غیر مقلدین سب کا اس پر اتفاق ہے۔ امام بخاری رح جو غیر مقلدین کے سردار ہیں انہوں نے بھی اپنی کتاب بخاری شروع کی تو اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کی حدیث سے کی۔ مقلدوں نے بھی کہا ہے کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو چار رکعت نماز ظہر کی یا دو رکعت نماز جمعہ کی ذہن میں لاؤ تا تمہارا ذہن عبادت کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہے۔ غرض نیت انسان کے اندر بڑا بھاری تغیر پیدا کرتی ہے نیت کو اٹھا دیں تو ہمارا عمل یقیناً کمزور پڑ جاتا ہے۔ لیکن نیت پر غیر معمولی زور بھی درست نہیں ہو سکتا۔ نیت پر بھی غیر معمولی زور دیں تو یہ حماقت کی حد تک پہنچ جاتی ہے اگر اسلام اور قرآن کریم کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس ذریعہ کو اختیار کرنا چاہیئے جو اس کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے

ہمیں وہ طریق اختیار کرنا چاہیئے

جس سے اس کے معنی ہماری سمجھ میں آجائیں ورنہ اگر ہم وہ ذریعہ اور طریق چھوڑ دیں گے تو لازمی بات ہے کہ ہم صحیح مفہوم سمجھنے پر قادر نہیں ہوں گے۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ قرآن کریم کے ترجمہ کو ضروری قرار دے بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت کے افراد یہ فیصلہ کرلیں گے کہ ہم نے کسی ایسے لڑکے کو اپنی لڑکی نہیں دینی جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو یا ہم فلاں لڑکی اپنے لڑکے کے لئے نہیں لیں گے کیونکہ وہ قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتی۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اس طرح ایک بھاری تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔ اب بھی اگر پوچھا جائے کہ کتنے نوجوان قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتے اور اس کی ساری ذمہ داری ان لوگوں پر ہے جنہوں نے قرآن کریم کے الفاظ پر اتنا غیر ضروری زور دے دیا جیسے اس لطیفہ والے کے متعلق

مشہور ہے

جو نماز سے پہلے چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے کہنا ضروری سمجھتا تھا۔ احادیث میں بھی آتا ہے کہ نماز کے لئے نیت ضروری ہے اس سے ذہن عبادت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے لیکن اس شخص نے اس چیز کو حماقت کی حد تک پہنچا دیا تھا۔ وہ جب "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" کہتا تھا تو بعض دفعہ کسی صف میں ہوتا اور بعض دفعہ کسی صف میں۔ بعض دفعہ وہ پہلی صف میں ہوتا اور بعض دفعہ وہ دوسری یا تیسری صف میں ہوتا اور نماز سے قبل نیت باندھتا کہ "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" تو اسے خیال آتا کہ میرے آگے تو ایک اور صف بھی ہے اس لئے میری نیت درست نہیں۔ اس پر وہ صف چیر کر ایک صف آگے آجاتا اور پھر کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" لیکن پھر یہ خیال کرتا کہ ابھی اس کے آگے اور لوگ ہیں اس لئے اس کی نیت ٹھیک نہیں ہے اس پر وہ صف چیر کر پہلی صف میں امام کے پیچھے آجاتا اور سمجھتا کہ اب اس کی نیت ٹھیک ہوگی اور وہ کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" لیکن پھر یہ خیال آجاتا کہ پتہ نہیں ان الفاظ کا اشارہ امام کی طرف ہے یا میری انگلی دائیں بائیں ہو گئی ہے اس پر وہ امام کی طرف ہاتھ بڑھا کر انگلی سے اشارہ کرتا اور کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" لیکن پھر یہ خیال کرتا کہ شاید اشارہ ٹھیک طرح نہ ہوا ہو۔ صرف کپڑوں کی طرف اشارہ ہوا ہو۔ اس پر انگلی امام کے جسم پر چبھوتا اور کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے"۔ لیکن پھر یہ سمجھتا کہ شاید انگلی پوری طرح امام کے جسم کو نہیں چھوئی۔ اس پر وہ امام کو زور سے انگلی مارتا اور کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" اس طرح وہ اپنی نماز بھی خراب کر دیتا اور امام کی بھی تو یہ حد سے آگے نکل جانے والی بات ہے۔ بے شک

قرآن کریم سمجھنا ضروری ہے

مگر جو شخص قرآن کریم نہیں سمجھتا اسے قرآن کریم کے ترجمہ سے محروم تو نہ کرو۔ میرے نزدیک علماء نے یہ بہت بڑی غلطی کی کہ انہوں نے ترجمہ کو بالکل گرا دیا حالانکہ قرآن کریم کا مفہوم سمجھنے کے لئے ترجمہ کا جاننا ضروری ہے عربی جاننا ممکن امر نہیں۔ لیکن فی الحال جہاں تک ہمیں ذرائع حاصل ہیں۔ اگر سارے مسلمان بھی عربی بولنے لگ جائیں تو

ہمارا تجربہ یہی ہے

کہ ابتدائی زبان کا جاننا مفہوم کو اتنا قریب نہیں کہ انسان بولتے ہی مفہوم سمجھ جائے بہت کم آدمی ایسے ملیں گے جو مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ بولنے سے اس کا مفہوم سمجھ جائیں۔ پورا مفہوم سمجھنے کے لئے انہیں اس کا ترجمہ کرنا پڑتا ہے جس طرح ہم کسی بات کا مفہوم اردو میں سمجھ سکتے ہیں۔ غیر زبان میں نہیں سمجھ سکتے۔ ایک عرب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رب العالمین کہے گا تو فوراً اس کے ذہن میں اس کا مفہوم آجائے گا لیکن پاکستانی خواہ عربی بولنا جانتے بھی ہوں اس کا مفہوم فوراً نہیں سمجھ سکیں گے۔ اس کا مفہوم سمجھنے کے لئے اس کا ترجمہ کرنا پڑے گا۔ الا ماشاء اللہ۔ جو شخص عربی میں تاور ہو جائے وہ ایسا کر سکتا ہے۔ لیکن یہ مہارت کافی مشق سے حاصل ہوتی ہے یہی حال باقی زبانوں کا ہے اگر تم

انگریزی بولنے کی عادت

ڈالو گے تو تمہیں فقرے کا ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اس لئے کہ انگریزی زبان سیکھنے میں ترجمہ کی عادت نہیں ڈالی جاتی عربی میں اس خیال سے کہ قرآن کریم آجائے۔ شروع سے ترجمہ کی عادت ڈالی جاتی ہے اور بعد میں اس سے ہٹنا مشکل ہوتا ہے اب تو یہ زمانہ آگیا ہے کہ

استادوں کی توجہ

اس طرف سے ہٹ گئی ہے کہ بچے کو "الف" پر زیر ب ساکن پڑھایا جائے۔ لیکن پہلے بچہ کو اس طرح پڑھنے کی عادت ڈالی جاتی تھی۔ پس جماعت کو

قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی طرف

توجہ کرنی چاہیئے۔ مرکب فقرات کا ترجمہ کرنے کی عادت نہیں ڈالنی چاہیئے اس طرح مفہوم کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ انگریزی میں الفاظ کا ترجمہ کیا جاتا ہے عبادت کا نہیں اس لئے انگریزی عبارت کا مفہوم سمجھنا آسان ہوتا ہے [illegible] اگر عبارت کا ترجمہ کرنے کی عادت ڈالی جائے گی تو زبان نہیں آئے گی۔ مثلاً

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

کا ترجمہ نہیں کرنا چاہیئے۔ ال۔ حمد۔ للہ۔ رب اور العالمین کا ترجمہ سیکھیں تو پھر مفہوم صحیح طور پر سمجھ میں آجاتا ہے مگر محض اس لئے کہ عبارت کا ترجمہ کرنے کی ابتداء سے ہی عادت ڈال دی جاتی ہے۔ عبارت کا مفہوم وہ لوگ بھی نہیں سمجھ سکتے جو ابتدائی زبان جانتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی جب تک ٹھہر ٹھہر کر نہ پڑھیں عبارت کا مفہوم نہیں سمجھ سکتے ایسے لوگوں کے لئے بھی ترجمہ پڑھنا مفید ہوگا اگر آٹھ نو کورس کے الفاظ پڑھ لئے جائیں اور پھر اس کا ترجمہ پڑھ لیا جائے تو یہ عمل زیادہ بہتر ہوگا بجائے اس کے کہ عبارت کے ساتھ ترجمہ کرتے جائیں باقی جو لوگ

عربی زبان پر قادر

ہو جاتے ہیں وہ عربی میں ہی سوچنے اور غور کرنے لگ جاتے ہیں۔ میں ان کا ذکر نہیں کرتا میں صرف ان لوگوں کا ذکر کرتا ہوں جنہوں نے عربی زبان پوری طرح نہ پڑھی ہو صرف قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا ہو ایسے لوگوں کے لئے اردو کا ترجمہ پڑھنا ضروری ہے پس جماعت میں قرآن کریم کا اردو ترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

ہر شخص جو اردو پڑھ سکتا ہے

اس سے پوچھو کہ کیا وہ قرآن کریم کا اردو ترجمہ پڑھتا ہے اگر نہیں تو اسے اس طرف توجہ دلاؤ۔ عربی الفاظ کی تلاوت بھی ضرور کرو مگر اس طرح کہ ایک ربع پڑھ لیا اور پھر اس کا ترجمہ اردو میں پڑھ لیا۔ عربی اس لئے پڑھنی چاہیئے تا متن محفوظ رہے جو کتاب کی زبان کو بھول جاتے ہیں وہ لوگ تحریف سے واقف ہونے سے محروم ہو جاتے ہیں اگر کوئی شخص عربی عبارت نہ بھی جانے صرف ترجمہ پڑھتا ہو تو بھی عربی عبارت بار بار پڑھنے سے ایسا ملکہ ہو جائے گا کہ جب کوئی شخص اس کے سامنے غلط مفہوم بیان کرے گا تو وہ کہہ دے گا یہ بات غلط ہے وہ کسی کے دھوکہ میں نہیں آئے گا۔ پس عربی کے الفاظ بھی پڑھنے چاہئیں تا تحریف کی نگرانی ہو سکے۔ جو لوگ قرآن کریم کو عربی میں نہیں سمجھ سکتے انہیں ترجمہ کے فائدہ سے محروم نہیں رکھنا چاہیئے

پس ہر احمدی کو یہاں بھی اور باہر بھی ترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے

محکمہ تعلیم اور لوکل انجمن

بھی اس بات کا انتظام کرے اور پھر اس کی نگرانی کرے۔ ہر گھر میں دیکھا جائے کہ آیا اس میں ترجمہ والا قرآن کریم ہے اور پھر گھر والوں کو کہا جائے کہ وہ ترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالیں اور جو شخص بالکل نہیں پڑھ سکتا اسے مجبور کیا جائے کہ وہ کسی دوسرے سے ترجمہ سنے۔ ربوہ میں تو یہ سہولت ہے کہ ہر گھر میں اول تو مرد اور عورت دونوں قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنا جانتے ہیں ورنہ بیوی نہیں جانتی تو خاوند پڑھنا جانتا ہے خاوند نہیں جانتا تو بیوی جانتی ہے اگر دونوں نہیں جانتے تو کوئی نہ کوئی لڑکا یا لڑکی جانتی ہے۔ ہزاروں گھروں میں سے شاید کوئی گھر ایسا ہو جس میں کوئی ترجمہ پڑھنے والا نہ ہو۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ربوہ میں سب لوگ آسانی کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ نہ پڑھ سکیں۔ عید الفطر اور بعض دوسرے مواقع پر غرباء کو کپڑوں وغیرہ کے لئے روپیہ دیا جاتا ہے کیا وجہ ہے کہ انہیں قرآن کریم خرید کر نہ دیا جائے۔ آخر ہر سال ہزاروں روپیہ غرباء کے لئے خرچ کیا جاتا ہے اگر انہیں خود احساس نہیں تو اسی مد سے

قرآن کریم با ترجمہ خرید کر

دینے کے لئے کچھ رقم کاٹ لو اور اس سے قرآن کریم خرید کر دے دو۔ اگر اس کے نتیجہ میں انہیں اخراجات میں تنگی محسوس ہو تو اس کی ذمہ داری خود ان پر عائد ہو گی۔

پس ہر گھر کی نگرانی کرو اور ان سے

قسط نمبر ۲

جناب پادری عبدالحق صاحب کے مسیحی ہونے کی حقیقت اور اعتراضات پر ایک نظر

انجیلی و قرآنی فضل

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

یہ مضمون ۱۹۶۸ء کا لکھا پڑا تھا۔ اب جو ہم نے اسے شائع کرنا شروع کیا تو پادری صاحب کا ایک مضمون ملا۔ مدیر تجلی باوجود اپنے آپ کو مفت فضل کا وارث قرار دینے کے اسباب کے ذکر پر ناراض ہوتے ہیں کہ میں نے بھائی پولوس کے مذہب کے مطابق "مفت" اور شریعت کے اعمال کے بغیر نجات کے طالب ہیں اور فرماتے ہیں کہ پولوس کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ پولوس کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ وہ انہوں نے بتانے سے اجتناب کیا ہے۔ ہم ان کی تسلی کے لئے ان کے ہی رسالہ سے جناب پادری عبدالحق صاحب کے مضمون میں سے چند اقتباسات پیش کر دیتے ہیں۔ پادری صاحب فرماتے ہیں۔

(۱) عہد عمل اور عہد فضل دو جداگانہ مخلوقات سے متعلق ہیں عہد عمل پرانی مخلوقات سے اس لئے نیا عہد کہلاتا ہے اور عہد فضل نئی مخلوقات سے۔ اس لئے نیا عہد کہلاتا ہے آجکل کے مسیحی علماء جو کلام مقدس کے بیانات سے اسکو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور انسانی عقل کے مطابق اسکی تاویلیں کرتے رہتے ہیں۔ وہ پرانے اور نئے دونوں عہدناموں کی تعلیموں کو آپس میں خلط ملط کر کے ان سے کھچڑی تعلیم مرتب کر کے مسیحیت کو دیگر شرعی مذاہب کے مقابل ایک اپنا شرعی مذہب بنا لیتے ہیں اور بعض انسانی اعمال اور رسوم کو نجات کی شرطیں قرار دیتے ہیں اور یوں نادانستہ طور پر نہ صرف خود دوسروں کو بھی اصل سے محروم رکھنے کا باعث ٹھہرتے ہیں۔"

(تجلی ۔ ۷ اکتوبر دسمبر ۱۹۷۰ء)

(۲) "یہ سب سے ضروری بات ہے کہ عہد عتیق غلامی کا عہد ہے۔ جس میں شامل ہونے والے ...... نئے پاک ہونے کا حق نہیں پا سکتے جب تک کہ شریعت کی ماتحتی سے چھوٹ نہ جائیں"

(گلتیوں ۴: ۵-۲ بحوالہ ہمارا ملک)

"(رومیوں ۷: ۱-۲) میں مقدس پولوس نے شریعت اور مسیح کی تمثیل کے طور پر دو جداگانہ شوہر قرار دیا ہے۔ اور جیسے کہ کوئی عورت شوہر سے الگ ہوئے بغیر دوسرے شوہر سے تعلق پیدا کرنے پر زانیہ کہلائے گی۔

(۷: ۳) اسی طرح سے پہلے شوہر شریعت سے چھٹکارا پائے بغیر کسی طبعی انسان کا جو طبعی طور پر عہد شریعت میں شامل ہے اس کا دوسرے شوہر یعنی مسیح سے وابستہ ہونا روحانی طور پر محال اور غیر ممکن ہے۔ ... طبعی انسان کے لئے ضروری ہے کہ اسکی پرانی انسانیت۔ ... مرکز شریعت کے بند سے چھوٹ جائے" (ایضاً صفحہ ۱۷)

(۴) "تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں خدا کی بخشش ہے اور نہ اعمال کے سبب سے ہے۔" (افسیوں ۲: ۸-۱۰)

(۵) "خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ ... تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لے کر چھڑا لے۔"

(ایضاً صفحہ ۱۸)

(۶) "یہ بات ظاہر ہے کہ شریعت کے وسیلہ سے کوئی شخص خدا کے نزدیک راستباز نہیں ٹھہرتا کیونکہ لکھا ہے کہ راستباز ایمان سے جیتا رہے گا اور شریعت کو ایمان سے کچھ واسطہ نہیں۔ (گلتیوں ۳: ۱۱-۱۲)

(۷) "مگر اب شریعت کے بغیر ..... اس کے فضل کے سبب سے اس مخلصی کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔" (رومیوں ۳: ۲۱-۲۴)

اور اگر فضل سے برگزیدہ ہیں تو اعمال سے نہیں ورنہ فضل فضل نہ رہا۔" (رومیوں ۱۱: ۶)

ان حوالہ جات کو درج کر کے پادری صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"اہل اسلام جو خدا کے فضل کو نیک اعمال سے مشروط ٹھہراتے ہیں یہ امر اس کی شان الٰہی کے منافی ہے کیونکہ اس سے خدا کا فضل اپنے ظہور میں مقید اور اس کا اناؤ انسانی اعمال سے متاثر اور بطور انفعال کے ہو گا۔" (ایضاً صفحہ ۱۹)

جناب پادری صاحب موصوف کے ان حوالہ جات سے صاف عیاں ہے کہ ان کا عہد نامہ جدید ۔ ولپولوس مقدس اور یہ پادری صاحب اعمال کو در حقیقت بیکار محض قرار دیتے ہیں اور نجات کا مدار صرف صلیبی موت پر ایمان کو ٹھہراتے ہیں اور اعمال کی طرف سے فرار کی راہ اختیار کرتے ہیں حالانکہ خالی ایمان کچھ چیز نہیں اگر ان کے نزدیک پاکیزگی ضروری ہے تو یہ بھی سلبی پہلو ہے جو گناہوں سے بچنے کا نام ہے جو فرضی صلیبی نجات کے خیال پر مبنی ہے۔ جس سے ان کو گناہوں سے نجات نہیں مل سکتی۔ اور اگر بالفرض مل بھی جائے تو اسی قدر کافی نہیں کیونکہ فلاح و کامیابی و قرب الٰہی و رضوان اکبر کے لئے تو مثبت پہلو کا ساتھ ہونا شرط ہے ورنہ انسان صفر کا صفر ہی رہتا ہے اور اسے مذکورہ مدارج و مراتب عالیہ حاصل نہیں ہو سکتے۔ جناب پادری صاحب ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا ایک طالب علم سکول اور کالج سے کوئی ڈگری اور انعام حاصل کرنے کے لئے صرف سکول و کالج کے کورس سٹڈی پر صرف ایمان ہی رکھتا ہے یا کورس کی تعلیم محنت سے حاصل کرتا اس کے لئے لائبریری دن رات ایک کئے رہتا ہے وہ اپنی سکول لائف کے بعد جا امتحان

ہو۔ کہو کہ وہ ترجمہ قرآن کریم پڑھیں اگر تم ایسے کرنے لگ جاؤ گے تو یقیناً تم اپنے عمل میں بھی تغیر محسوس کرو گے۔

پس ترجمہ والا قرآن کریم ہر گھر میں موجود ہونا چاہیئے۔ پھر ہر شخص کو یہ عادت ڈالنی چاہیئے کہ وہ ترجمہ پڑھے یا سنے اس طرح ہر ایک کے دل میں یہ شوق پیدا ہو جائے گا کہ وہ عربی سیکھے اور قرآن کریم کا ترجمہ سیکھے۔ جب کوئی شخص ترجمہ پڑھے گا۔ تو وہ عربی الفاظ کے معنے سیکھنے کی کوشش بھی کرے گا۔ اس طرح اس کی تعلیم مکمل ہو جائے گی۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ایک عام عربی دان اور ایک عام مولوی کے لئے بھی زیادہ فائدہ بخش یہی چیز ہے کہ وہ ترجمہ پڑھے گا کیونکہ اپنی زبان میں جس طرح مفہوم سمجھ میں آ جاتا ہے دوسری زبان میں نہیں آتا۔ چند دن بھی ایسا کرو تو تم دیکھو گے کہ تمہیں اتنا دین آ جائے گا جو تمہیں بیسیوں سال میں نہیں آیا تھا اس لئے نہیں کہ تمہاری عربی ناقص تھی بلکہ اس لئے کہ تمہیں اس طرف پڑھنے کی عادت نہ تھی۔ (الفضل ۱۳ ارنومبر ۱۹۵۲ء)

دیئے اور بڑا ڈگری حاصل کرکے اپنی بعد والی زندگی کو کامیاب بنا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں جو آپ کو ایسا یقین دلاتا ہے وہ آپ کا دشمن ہے اور آپ کو دھوکہ دیتا ہے اور آپ اس کے دھوکہ میں آ گئے ہیں حکومت اپنی مرضی سے ملازمت دیتی ہے مگر دیتی وہی کو ہے جسے وہ مناسب سمجھتی ہے جیسا کہ اس کے لئے تعلیم ضروری ہے مگر ملازمت کا دار و مدار تعلیم پر نہیں ہاں تعلیم بے شک ملازمت کے لئے شرط ہے مگر وہ ملتی حکومت کی مرضی سے ہے۔

اوّل۔ انجیلی فضل و عیسائی کفارہ

انجیل میں آیا ہے کہ شریعت موسیٰ کی معرفت آئی اور فضل مسیح کی معرفت (یوحنا ۱:۱۷) عیسائی بھائی اس فضل سے مراد کفارہ لیتے ہیں۔ پولوس کی ایجاد سند اور عمل سے آزادی کا نام ہے جو حضرت مسیح کی صلیبی موت پر ایمان لانے سے وہ نجات پا گیا اور گناہوں کی پاداش سے بچ گیا، گو اعمالِ صالحہ کی ضرورت نہیں۔ یہ خدا کا فضل ہے جو ان کے خیال میں صرف حضرت مسیح کے ذریعہ سے ہی آیا ہے اور سابقہ نبیوں کو یہ مقام حاصل نہ ہوا تھا کہ وہ لوگوں کو گناہوں کی پاداش سے نجات دے کر فضل سے معمور کرتے نہ ہی یہ بات حضرت بانیٔ اسلام کو حاصل تھی

حالانکہ حضرت مسیح کو کوئی ایسی خصوصیت حاصل نہ تھی جو سابقہ نبیوں کو حاصل نہ ہوئی ہو یا حضرت بانیٔ اسلام اس سے محروم ہوں آخر زکریا اور ان کی بیوی شریعت پر عمل کر کے کفارہ کے بغیر کیسے راستباز بن گئے۔ اگر دنیا موروثی طور پر گناہ سے ملوث تھی تو اسے ابتداء ہی سے مسیح کی ضرورت تھی۔ چاہیئے تھا کہ خداوند تعالیٰ حضرت مسیح کو ابتدائے آفرینش ہی کے وقت بھیجتا اسپر جناب پادری صاحب آپ کا ارشاد ہے کہ پہلے نبیوں میں بھی مسیح ہی کا ظہور ہوا کرتا تھا۔ اور وہی لوگوں کو نجات دیا کرتا تھا (مباحثہ جہلم) اول تو یہ بات بلا ثبوت ہے دوم اگر پہلے نبیوں میں بھی مسیح ہی کا ظہور ہوتا تھا تو کفارہ والے فضل کا ان ظہوروں میں سے کسی ظہور میں بھی نام تک نہیں لیا گیا اور نہ ہی ان میں سے کسی میں ان کو صلیب پر لٹکا کر دنیا کی خاطر "ملعون" بنایا گیا جیسا کہ پولوس کہتا ہے کہ وہ ہماری خاطر ملعون ہوا۔ اسے ہر ظہور میں ہی صلیب پر لٹکا کر مارا جانا اور ملعون ہونا چاہیئے تھا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ چاہیئے تھا کہ شریعت سے کوئی راستباز نہ ٹھہرتا مگر اگر مسیح ہی کا ظہور سابقہ انبیاء میں ہوا کرتا تھا تو اسے بھیجا ہی نہ جاتا۔ اگر ان کو بھی شریعت کی لعنت سے محفوظ رکھا جاتا۔ وہ کیوں خدا کے اکلوتے بیٹے نہ ٹھہرے صرف مسیح ہی کیوں اکلوتا بیٹا ٹھہرا۔ اس عقیدہ کی رو سے تو وہ بھی خدا کے بیٹے تھے پھر تثلیث کہاں رہی۔

اب ہمارا ایک اور سوال ہے اور وہ یہ کہ انجیل میں مسیح کی طرف سے کس مقام پر فضل کی کوئی "معقول توضیح" کا کوئی قول نقل نہیں فرمایا تا قارئین کرام بھی اس سے استفادہ کرنے کے قابل ہو جاتے اسکی وضاحت تو ضروری تھی مگر آپ نے اسے چھوا تک نہیں۔

دوم۔ قرآنی فضل

جناب پادری صاحب آپ گول مول اور غیر واضح اور بے معنی اور مبہم اور پیچیدہ عبارت لکھتے ہوئے اعتراض فرماتے ہیں کہ:۔

"قرآن شریف میں اور نہ حدیث میں فضل کے ڈھانچے کی معقول توجیہہ ملتی ہے کہ جس سے وہ خود مستقل عادل رہے اور فضل کی پناہ لینے والے کو راستباز نہ صرف معافی کی صورت میں بلکہ پاکیزگی کی صورت میں بھی ٹھہرا سکے۔ کیونکہ معافی بلا بدل کی تکمیل کے خلاف عدل اور خدا تعالیٰ کی قدوسی کے منافی ٹھہرے گی اور محض معافی حاصل کرنے سے پاکیزگی کے بغیر قدوس خدا سے ملاقات و وصال ممکن نہیں..... پس فضل کے افادہ و استفادہ کی معقول توضیح یہ تھی کہیں نہ مل سکی" (رہنما صفحہ ۲۲)

مگر سوال تو یہ ہے کہ آپ نے خدا کے عدل اور رحم کو کس طرح عیسائیت میں قائم سمجھا بقول عیسائیت خدا نے بے انصافی کر کے گنہگار انسانوں کو بغیر اعمال صالحہ محض مسیح کی صلیبی لعنتی موت پر ایمان لانے سے معاف کر دیا اور لائق سزا مجرموں کو بری ٹھہرایا اور پھر اس معافی کے بعد بھی وہ ان بھائیوں کو طرح طرح کی سزا دیتا رہتا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مسیحی بھائیوں کو معافی و پاکیزگی و مزعومہ نجات حاصل نہیں ہوئی۔ اور حضرت مسیح جو درحقیقت بے گناہ تھے ان کو پکڑ کر تورات کے مصداق صلیبی لعنتی موت کے ذریعہ سے مجرموں کے گناہوں کے بدلے میں مروا کر اور ظلم کا شکار بنا کر پولوس مقدس کے ارشاد کے مطابق ملعون و کاذب ثابت کر دیا

یہود نے ان کو اسی لئے صلیب دیا تھا کہ وہ ان کو اسپر مار کر لعنتی اور کاذب ثابت کریں اور ان کا صدق لوگوں پر مشتبہ کر دیں سو بقول مسیحی حضرات خدا نے ان کو صلیب پہ مروا کر بتا دیا کہ ... ملعون و کاذب مسیح ہے اس طرح خدا کا نہ عدل رہا نہ رحم رہا بلکہ خدا کا مقصد بھی جو صادق مسیح کے ذریعہ سے پورا ہونا تھا وہ ان کے کاذب ثابت ہونے سے فوت ہو گیا پس ظالموں کو چھوڑ دینا اور معصوم و صادق مسیح کو سزا دے دینا کہاں کا عدل اور رحم ہے یہ تو سراسر ظلم اور بے انصافی ہے جناب پادری صاحب اس کا نام خدا کا فضل رکھتے ہیں فرمایئے کیا اس کے ذریعہ سے حضرت صادق مسیح پر فضل ہوا یا ظلم؟

پھر اگر حضرت مسیح کے صرف خون پر ایمان لانے سے مجرموں کے گناہوں کی سزا کی معافی کا نام فضل ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے گنہگاروں کے لئے نبی و رسول بھیج کر ان کی راہنمائی کر کے ان کی پاکیزگی کا سامان پیدا کر دینا اور پھر ان کے نیک نیتی سے ہدایت قبول کر کے اسپر عمل پیرا ہونے اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے عین مطابق اعمال صالحہ بجا لا کر خدا تعالیٰ کو خوش کرنا کیوں خدا کا فضل شمار نہیں کیا جا سکتا؟ آپ ٹھنڈے دل سے اسپر غور فرمائیں کہ اگر خدا تعالیٰ اپنا یہ فضل جس سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے اپنے بندوں پر نہ کرے تو وہ کبھی بھی خدا کی رضا حاصل نہیں کر سکتے اور نہ اس سے تعلق قرب و محبت پیدا کر سکتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر عمل پاکیزگی کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ یہ ایک مثبت پہلو ہے۔

جناب پادری صاحب آپ نے اس امر کی وضاحت نہیں فرمائی کہ کفارہ جو مادر پدر آزادی کا موجب ہے کس طرح پاکیزگی پیدا کرنے کا باعث بن سکتا ہے وہ تو آزادی کی وجہ سے پاکیزگی کا دشمن اور گناہوں میں بڑھانے کا بڑا موجب ہے اور اعمالِ صالحہ سے آزاد ہونے کی جرأت دلاتا ہے۔ یاد رہے کہ فضل کے معنے لغت کی رو سے بخشش کے ہیں اور یہ نقص اور کمی کی ضد ہے۔ ایسا ہی اس کے معنے باقی ماندہ چیز کے بھی ہیں۔ پس جو زیادتی اصل چیز پر ہو وہ بھی فضل کہلاتی ہے۔ اور پھر الاحسان ابتداء بلا علة له بھی فضل ہے۔ یعنی بغیر کسی سبب و علت و وجہ کے احسان کرنا فضل ہے اس سے ظاہر ہے کہ بلا استحقاق و طلب کے کسی نعمت کا ملنا خواہ وہ دنیوی ہو یا دینی فضل ہے جیسا کہ خدا کا زمین و آسمان و ما فیہا کا انسان کے لئے بلا عمل پیدا کرنا اور الہام و وحی و شریعت و انبیاء و ہادیوں کا بھیجنا اس کا بہت بڑا فضل ہے جو سب باتوں سے مقدم ہے نہ کہ متاخر ایسا ہی انبیاء و شرائع کا بھیجنا انسان کے عمل سے مقدم ہے نہ کہ متاخر۔ ایسا ہی محرومی کے بعد کسی نعمت کا ملنا بھی فضل ہے۔ پورا پورا حق مل جانا اور اس میں کمی نہ آنا اور اس سے محروم نہ ہونا اور ذاتی کوتاہیوں و قصوروں کا معاف کر دیا جانا بھی فضل میں شامل ہے۔ کسی نیک کام کے لئے خدا تعالیٰ کا نیک ذرائع و مواقع پیدا کر دینا اور نیک کاموں کے آگے سے رکاوٹیں دور کر دینا بھی فضل ہی کی قسم ہے دشمنوں پر نیز شیطان و نفس پر فتح و غلبہ عطا کرنا اور اس کے پنجہ سے نکلنے کے لئے کامیابی پیدا کر دینا سب الٰہی فضل ہے ایسا ہی حق سے زائد چیز دینا بھی اس کا فضل عظیم ہے ایک چیز پہلے موجود ہو اسپر اضافہ کر دینا بھی فضل ہے۔ پس اگر حاصل ہے اگر شریعت موسیٰ کی معرفت آئی اور فضل مسیح کی معرفت تو اس کے یہ معنی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کے ذریعہ سے تورات کے معنوں کی وضاحت کرا دی۔ نیز ان کے لئے نئے سرے ہدایت کی راہیں کھول دیں مگر اس مفہوم کو چھوڑ کر عیسائی بھائیوں نے فضل سے مراد کفارہ لے لیا ہے اور خدا تعالیٰ کو نعوذ باللہ ظالم قرار دے کر اعمال صالحہ سے چھٹی کر لی ہے۔ اور ظلم کو خدا کا عدل و رحم سمجھ لیا ہے۔ اور اگر آپ کے نزدیک عمل صالح ضروری ہے تو کفارہ بیکار ٹھہرتا ہے۔ لیکن اس کے برخلاف اسلام خدا تعالیٰ کو عادل ہونے کے علاوہ مالک بھی قرار دیتا ہے اور اسے کامل التصرف بتاتا ہے اور وہ کسی کو حق کے بغیر بھی دیتا ہے اور محنت سے زائد بھی عطا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ رحمٰن و رحیم بھی ہے۔ (باقی آئندہ)

ولادت

مکرم محترم محمد اسد اللہ صاحب بنگلوری کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۳ شہادت (اپریل) کی درمیانی شب کو پہلا لڑکا عطا کیا ہے۔ نومولود برادرم مکرم محمد حمید صاحب سویلو صدر جماعت احمدیہ بنگلور کا نواسہ اور مکرم بی۔ ایم عبد الرحیم صاحب صدر جماعت بنگلور کا پوتا ہے۔ عزیز نومولود کی درازیٔ عمر پانے اور نیک صالح و خادم دین بننے کیلئے درویشان کرام اور جملہ بزرگان، احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد سعید سویلو

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۰ء

قسط اول

موجودہ زمانہ کے مسائل اور ان کا حل اسلام ہے

از محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

اسلام عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی اطاعت۔ فرمانبرداری اور کامل طور پر اپنے آپ کو سپرد کر دینے کے ہیں۔

انسان کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے خالق اور رب کے رنگ میں رنگین ہو۔ اس کی صفات کو اپنا کر غیر محدود روحانی ترقیات کرتا چلا جائے۔ اور دنیا میں امن اور سلامتی کا مظہر بنے۔

قرآن مجید فرماتا ہے صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغۃ۔ خدا کا رنگ اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بہتر رنگ دینے میں اور کون ہے یعنی خدا تعالیٰ کی صفات سے بڑھ کر اور کون سی صفات ہو سکتی ہیں جنہیں انسان اختیار کرے۔ پھر فرمایا۔ ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون الٰہی نے جن و انس امراء و غرباء۔ چھوٹے اور بڑے لوگوں کو اس نے پیدا کیا تاکہ وہ میرے عبد بنیں۔

پس انسانی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ حسن و احسان کے سرچشمہ ساری کائنات کے خالق و مالک خدا کی فرمانبرداری کی جائے اور اس سے تعلق قائم کر کے دل کو سکون دیا جائے

اسی اعلیٰ بلند نصب العین کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے کہ وہ خالق و مخلوق کے تعلقات کو استوار کریں۔ یہی وجہ ہے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کامل انکساری اطاعت و فرمانبرداری کی ان کو خدا تعالیٰ نے مسلمان کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ اسلئے اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے شروع نہیں ہوا بلکہ آپ سے قبل جو انبیاء تشریف لائے اور جنہوں نے خدا کا رستہ دکھایا وہ بھی مسلمان تھے اور جن لوگوں نے ان انبیاء کی دعوت کو قبول کیا اور انبیاء کے بتائے ہوئے رستہ پر چل کر سکون حاصل کیا وہ بھی مسلمان تھے قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنے والے انبیاء کو مسلمان قرار دیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ھو سماکم المسلمین من قبل و فی ھذا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اس کتاب میں بھی اور اس سے پہلی کتب میں بھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے۔ و من یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ ولقد اصطفینٰہ فی الدنیا و انہ فی الاٰخرۃ لمن الصالحین واذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین (البقرہ ع ۱۶)

ترجمہ۔ اور اس شخص کے سوا جس نے نفس کو ہلاک کر دیا ہو حضرت ابراہیم کے دین سے کون اعراض کر سکتا ہے۔ اور ہم نے یقیناً اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں شمار ہوگا۔ جب اس کے رب نے اس سے کہا کہ ہماری فرمانبرداری اختیار کر تو اس نے جواب میں کہا میں تو پہلے سے ہی تمام جہانوں کے رب کی فرمانبرداری کر چکا ہوں۔

دوسری جگہ فرمایا۔ ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما۔ وما کان من المشرکین (آل عمران ع ۷)

حضرت ابراہیم نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ خدا کی طرف جھکنے والے اور مسلمان تھے۔ یعنی خدا کے فرمانبردار تھے اور مشرکوں میں سے نہیں تھے:

حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔ واتل علیھم نبا نوح اذ قال لقومہ یا قوم ان کان کبر علیکم مقامی و تذکیری بآیات اللہ فعلی اللہ توکلت فاجمعوا امرکم و شرکاءکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الی ولا تنظرون فان تولیتم فما سألتکم من اجر ان اجری الا علی اللہ و امرت ان اکون من المسلمین۔ (یونس ع ۸)

ترجمہ۔ اور تو انہیں نوح کا حال بھی سنا کیونکہ اس نے بھی اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم اگر تمہیں میرا مقام و مرتبہ اور اللہ کے نشانوں کے ذریعہ تمہارا نصیحت کرنا یاد دلانا ناگوار گذرتا ہے تو یاد رکھو کہ میں صرف اللہ پر ہی توکل کرتا ہوں۔ تم اپنے شریکوں سمیت مل کر میرے لئے پکا کام کے سامان جمع کر لو۔ اور تمہاری بات تم پر کسی پہلو سے مشتبہ نہ رہے پھر اسے مجھ پر نافذ کر دو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو پھر بھی اگر تم پھر جاؤ تو میرا کوئی نقصان نہیں کیونکہ میں نے اس کے بدلے میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگا۔ میرا اجر اللہ کے سوا اور کسی پر نہیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان بن کر رہوں یعنی اس کا کامل فرمانبردار بنوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں: رب قد اتیتنی من الملک و علمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السمٰوٰت والارض۔ انت ولی فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

ترجمہ۔ اے میرے رب تو نے مجھے حکومت کا بھی ایک حصہ عطا کیا ہے اور تعبیر رویا کا بھی علم عطا کیا۔ اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا و آخرت میں میرا مددگار رہے۔ مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دینا اور صالحین کی جماعت کے ساتھ ملانا۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کا اہم مقصد بھی یہ تھا کہ خالق و مخلوق کے رشتے کو استوار کریں۔ فساد اور بدامنی کے دروازوں کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جائے۔ اسلئے آپ جو دین لائے اس کا نام اسلام رکھا گیا۔ آنحضرت صلعم نے جب اپنا کام شروع کیا تو مخالف طاقتوں نے زبردست مقابلہ کیا نتیجۃً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شروع سے ہی لڑائی اور جنگ سے واسطہ پڑا اور یہ دراصل ردِ عمل تھا ان مخالف تحریکات کا۔ جو اسلام کی طرف سے آپ کے خلاف جاری کی گئیں۔ اسلام کے اس پہلو کو یا تو سمجھا نہیں گیا اور یا عمداً لوگوں کے ذہنوں میں ایک غلط تصور قائم کیا گیا ہے۔ سب سے زیادہ عیسائی پادریوں نے بالخصوص یہ کوشش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ایک ایسا تصور قائم کیا جائے جس سے لوگ آپ سے اور آپ کی تعلیم سے نفرت کریں۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنس اینڈ ایتھکس میں عرصہ ہوا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں مختلف مذاہب کے بارہ میں بہت سی کام کی باتیں درج کی تھیں لیکن اسلام کا ذکر کرتے ہوئے مضمون نگار نے لکھا:۔

"تمام بڑے مذاہب میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو جنگ و جدال سے متعلق مشرق کی ظالمانہ روایات کا حامل ہے"

اس قسم کی معاندانہ تحریرات کی بدولت تمام یورپین ذہنوں میں اسلام کا ایک بھیانک تصور قائم ہوا۔ اس کے لئے اسلام کا صحیح تصور قائم کرنے میں کافی وقت لگے گا۔ جب سے جماعت احمدیہ کے مبلغین نے یورپ اور امریکہ میں جا کر کام شروع کیا ہے تب سے اسلام کے بارہ میں لوگوں کے خیالات میں تبدیلی کے آثار شروع ہوئے ہیں۔ چنانچہ ریڈرز ڈائجسٹ میں ایک مقالہ شائع ہوا جس کا عنوان ہے۔

Islam the misunder Stood Religion

مذہب اسلام جس کو غلط سمجھا گیا اس میں بتایا گیا ہے کہ اسلام کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیاں ہیں کہ اسلام جنگ جو مذہب ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ اسلام دراصل امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نہایت ہی بھیانک معاشرے میں امن کی بنیاد میں رکھیں۔ اور وہ بنیادیں آج تک سلامت قائم ہیں۔ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اس پہلو کو کبھی بھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ آپ کو شروع سے ہی نہایت ہی خطرناک اور مہیب کشمکش اور لڑائی سے دوچار ہونا پڑا۔ جس میں آپ و اپنے ایسے شدید مظالم کے خلاف جن کی تاریخ انسانیت میں مثال نہیں ملتی آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا دفاعی فرض ادا کرنا پڑا۔ لڑائیوں میں آپ کی مٹھی سی جماعت بڑے بڑے شدید حملوں کو پسپا کرنے میں کامیاب ہوئی۔ اور یہ حملے ان لوگوں کی طرف سے ہوتے تھے جو تعداد اور سامانِ جنگ کے لحاظ سے کئی گنا زیادہ طاقت کے مالک تھے بعض اوقات مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کی تعداد اور سامان جنگ بیس بیس گنا زیادہ ہوتا تھا۔

جو صورت حالات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش آئی اس کے لئے آپ کے

سامنے دو ہی راستے تھے۔ یا تو آپ اس پیغام کو جو آپ خدا کی طرف سے لائے تھے بند کر دیتے اور جو رستہ آپ اپنانا چاہتے تھے اس کو ختم کر دیتے۔ اور یا یہ کہ مخالفین کا دفاع کرتے ہوئے اپنے پیغام امن کو عوام تک پہنچاتے۔

پہلی صورت میں آپ کا مشن ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا اس لئے آپ نے لامحالہ دوسرے رستہ کو اختیار کیا اور بالآخر آپ اس میں کامیاب ہوئے۔

آج دُنیا میں بدامنی کا دور دورہ ہے اور بالکل وہی رنگ ہے جو سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ اسلامی اصول کو پیش کر کے آپ نے قیام امن کے لئے جو کچھ کیا نہایت اختصار کے ساتھ میں اسے پیش کرتا ہوں۔

۱۔ خدا پر ایمان سب سے اہم تعلیم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی وہ یہ تھی کہ سکونِ قلب کے لئے اس نظریہ کی طرف آنا ضروری ہے کہ ہم سب کا خالق اور مالک ایک خدا ہے کیونکہ جب ہم ایک ہستی کو اپنا خالق تسلیم کر لیں گے تو الخلق عیال اللہ کے مطابق ہم اس نظریہ پر قائم ہوں گے کہ ہم ایک خدا کی سنتان اور اس کی اولاد ہونے کے ناطے سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تب ہم ایک دوسرے سے لڑنے سے پیشتر اس بات پر غور کریں گے کہ آیا ہم بھائیوں کو باہم جنگ و جدال کرنی چاہیئے؟

۲۔ معاہدات کی پابندی آپ نے اس طرف توجہ دلائی کہ امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ جو معاہدات آپس میں کئے جائیں ان کی پابندی کی جائے۔ اور آپ نے خود اس پر عمل کر کے دکھایا۔ آپ نے مشرکین مکہ کے ساتھ ایسی شرائط پر صلح کا معاہدہ کیا۔ جن سے مسلمانوں کو نقصان پہنچتا تھا۔ حتی کہ ان شرائط میں پڑھ کر کہ اس سال مسلمانوں کو حج کرنے کی اجازت نہ ہو گی حضرت عمرؓ جیسا جری اور بہادر انسان گھبرا گیا۔ اور انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ نہیں فرمایا کہ ہم حج کریں گے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے خدا نے فرمایا تھا کہ ہم حج کریں گے لیکن یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم اسی سال حج کریں گے یہ میرا اپنا اجتہاد تھا۔

اس معاہدہ کی سیاہی ابھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ ابو جندل جو مسلمان ہو چکا تھا اور مکہ والوں نے اسے بیڑیوں میں جکڑ رکھا تھا کسی طرح چھوٹ کر وہاں پہنچ گیا۔ ابو جندل کا باپ قریش کی طرف سے معاہدہ میں شریک تھا۔ ابو جندل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر رو پڑا۔ لیکن آپ نے فرمایا اب ہم معاہدہ کر چکے ہیں اور معاہدہ میں اس شرط کو تسلیم کر چکے ہیں کہ اگر کوئی مکہ کا مسلمان ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پناہ نہیں دیں گے بلکہ مکہ واپس کر دیں گے اس لئے اب ہم تمہاری مدد نہیں کریں گے۔ چنانچہ ابو جندل کو مایوسی ہوئی اور اسے واپس ہونا پڑا۔ موجودہ زمانہ میں معاہدات کو کاغذ کی ایک دھجی سمجھ کر رد کر دیا جاتا ہے۔ جس سے فتنہ و فساد کی آگ پہلے سے زیادہ بھڑک اٹھتی ہے۔

۳۔ مذہبی رواداری اور آزادیٔ ضمیر اسلام نے مذہبی رواداری اور آزادیٔ ضمیر کا سبق دیا۔ آنحضرت صلعم نے یہ تعلیم دی کہ ایک خدا پر ایمان لانا چاہیئے لیکن اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ جو ایمان نہ لائے اس کے ساتھ کوئی جبر کیا جائے اور ان کے ساتھ رواداری کا سلوک نہ کیا جائے۔ آپ نے فرمایا:۔

یہ امن بخش تعلیم ہم نے پیش کر دی ہے لیکن لا اکراہ فی الدین اس کے نہ ماننے والے پر کوئی جبر نہیں۔

قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (کہف رکوع ۴)

خدا کی طرف سے جو حق اور امن بخش تعلیم آئی ہے وہ پیش کر دی گئی۔ اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کر دے۔ اور یہ تعلیم رواداری صرف نظریات تک محدود نہ تھی۔ بلکہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا جیسا کہ

الف۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود سے مدینہ میں مذہبی رواداری کی بنیاد پر معاہدہ کیا۔

ب۔ مدینہ کو آنے والے عیسائیوں کے ایک وفد سے مذہبی رواداری کا عملی ثبوت اس رنگ میں پیش کیا کہ اس وفد سے مسجد میں بات چیت ہوئی۔ اور جب یہ وفد اپنی عبادت کرنے کے لئے اجازت لے کر باہر جانے لگا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ بھی خدا کا گھر ہے جو عبادت ہی کے لئے ہے۔ آپ لوگ اپنے طریق پر یہاں عبادت کر سکتے ہیں

(ج)۔ حضرت ابو بکرؓ کا طریق تھا کہ جب کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو نصیحت فرماتے کہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں اور ان کے بزرگوں کا احترام ملحوظ رکھا جائے۔

(د) آپ کے خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے رواداری کا ایسا عمدہ نمونہ دکھایا کہ غیر مسلم محققین بھی اس کے معترف ہیں۔ آپ نے اپنی حکومت میں ہر قسم کی مذہبی آزادی دے رکھی تھی۔ کئی غیر مسلم اسلامی حکومت کے عہدوں پر فائز تھے۔ اور انہیں ہر قسم کی مراعات دے رکھی تھیں۔ ایک دفعہ عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ آیا تو ان سے خاص طور پر دریافت کیا کہ تمہارے علاقہ میں مسلمان حاکم ہونے کی وجہ سے ستاتے تو نہیں۔

(ھ) مذہبی رواداری اور آزادیٔ ضمیر ہی کا نتیجہ تھا کہ جب بیت المقدس کی فتح کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حضرت عمرؓ نے شام کا سفر اختیار کیا تو رستہ میں ایک علاقہ کے عیسائی خوشی اور مسرت سے باجے بجاتے ہوئے آپ کے استقبال کے لئے نکل آئے۔ اور آپ پر پھولوں کی بارش کر کے اپنے جذبات تشکر کا اظہار کیا۔

(و) مسلمانوں نے حمص پر قبضہ کر لیا۔ جو رومیوں کے علاقہ میں تھا کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کو دوبارہ دشمن کے حملہ کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اور حالات کے پیش نظر حمص کو خالی کرنے کا فیصلہ کیا اس پر مسلمانوں نے عیسائیوں کو بلایا اور کہا کہ ہم آپ سے جزیہ وصول کر چکے ہیں اور یہ جزیہ اس شرط کے تحت لیا گیا تھا کہ ہم آپ کے مال و جان کی حفاظت کریں گے۔ اب چونکہ ہمارے لئے نازک صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اور شاید ہم یہاں نہ رہ سکیں گے۔ اس لئے جزیہ کی رقم واپس کی جاتی ہے چنانچہ لاکھوں روپیہ جو بطور جزیہ لیا گیا تھا واپس کر دیا جس کا یہ اثر ہوا کہ اسلامی لشکر جب وہاں سے رخصت ہوا تو شہر کے عیسائی باشندے ساتھ ساتھ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ خدا تم کو دوبارہ واپس لائے اور یہودی بھی کہتے تھے کہ تورات کی قسم جب تک ہم زندہ ہیں قیصر حمص پر قبضہ نہیں کرے گا

۴۔ ظلم اور ناانصافی کا مقابلہ کرتے ہوئے امن کا قیام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جب قریش مکہ کی طرف سے بے حد مظالم کئے جا رہے تھے تو ان کے مظالم اور ناانصافی کا مقابلہ کرتے وقت آپ نے ایک ایسا طریق اختیار فرمایا جو عدل اور انصاف کا آئینہ دار تھا۔

آپ بالکل جوان تھے کہ آپ نے ایک ایسی جماعت میں شرکت اختیار کی جس نے یہ عہد کیا تھا کہ ہر حال میں مظلوم کی حمایت کریں گے۔ یہ عہد حلف الفضول کے نام سے موسوم تھا۔ اس گروپ میں شامل ہونے والے آہستہ آہستہ الگ ہوتے گئے اور اپنے عہد کو فراموش کر گئے۔ ہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عہد کو کبھی فراموش نہ کیا۔ اور آخر دم تک اس پر قائم رہے۔ کئی سال بعد جب درس توحید و انسانیت دینے کی وجہ سے آپ اور آپ کی چھوٹی سی جماعت کے خلاف شدید قسم کی مخالفت ملک میں شروع رہتی تو کفار مکہ نے آپ کو تنگ کرنے اور مشکل میں پھنسانے کی ایک تجویز سوچی ایک یہودی کو سکھا کر آپ کے پاس مدد کے لئے بھیجا۔ اس شخص نے رئیس مکہ ابو جہل سے کچھ رقم لینی تھی اور وہ رقم دینے سے گریز کرتا تھا۔ یہ آدمی آپ کے پاس آیا سب لوگ اس انتظار میں تھے کہ آپ حلف الفضول کے ماتحت اس کی مدد کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر مدد کرتے ہیں تو کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے کیونکہ شدید الجھن کا خطرہ تھا۔ سوال پیدا ہوتا تھا کہ کیا رسول اللہ اس مشکل ذمہ داری سے بچنے کی کوشش کریں گے جس طرح دوسرے لوگ اپنے عہد سے پھر گئے۔ آپ بھی اس سے پھر جائیں گے۔ کیا ایسا کرنے سے لوگ آپ پر تمسخر نہ کریں گے۔ یا آپ جرأت سے کام لے کر ابو جہل کے پاس جائیں گے۔ اور اس سے اس رقم کا مطالبہ کریں گے۔ اور اس صورت میں ابو جہل کی طرف سے کوئی ناخوشگوار واقعہ تو پیش نہیں آ جائے گا۔

حالات کی ناسازگاری کے باوجود حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس شخص کے ساتھ ابو جہل کے مکان پر پہنچ گئے۔ اور دستک دی جب وہ دروازے پر آیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کیا تمہارے ذمہ اس شخص کی کوئی رقم ہے جو تم نے ابھی تک ادا نہیں کی۔ ابو جہل نے گھبرا کر کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر ادا کیوں نہیں کرتے۔ ابو جہل اندر گیا اور رقم لا کر اس شخص کے حوالہ کر دی۔ اس واقعہ کا اثر رسول اللہ صلعم کے حق میں اور دشمنوں کے خلاف ظاہر ہوا۔

باوجودیکہ اس موقعہ پر آپ کی جان کو خطرہ تھا لیکن آپ نے عدل کو قائم کیا اور مظلوم کا حق دلوا دیا۔ لیکن اس کام کے لئے آپ نے ظلم اور زیادتی کا کوئی رستہ اختیار نہیں کیا۔ آپ مسلح ہو کر ابو جہل کے مکان پر نہیں گئے اور نہ ہی اپنے ساتھ کوئی جتھا لیا۔ آپ نے صرف

وقفِ جدید ایک الٰہی تحریک

از مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس کارکن نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے والوں کی مثال قرآن مجید میں اس طور سے بیان ہوئی ہے کہ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔

یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال اُس دانے کی طرح ہے جو سات بالیاں اُگائے اور پھر ہر بالی سے سو دانے پیدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ وسعت دینے والا بہت جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ جو لوگ انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہیں اُن کے مال ختم نہیں ہوتے بلکہ اُن کے مالوں میں غیر معمولی وسعت و ترقی ڈال دی جاتی ہے ایسے ہی مخلصین کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اُس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا جو مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اُس مال کو کھوئے گا۔"

(فتح اسلام)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن لوگوں کو جو کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے دریغ کرتے ہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"جو لوگ خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ نہیں کرتے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں ایسے لوگ خدا کی نصرت اور اُس کے پاک بندوں کی دعائیں حاصل نہیں کر سکتے۔"

خدا تعالیٰ کے انبیاء یا اُن کے خلفاء جب بھی اپنے متبعین کو خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کی تحریک کرتے ہیں تو اُن کی وہ تحریک خود اپنے لئے نہیں ہوتی بلکہ اس قربانی کے نتیجہ میں اُن لوگوں کو بیش از بیش دینی و دنیوی ترقیات سے ہمکنار کرنا اُن کا مقصد ہوتا ہے۔ اس وقت میرا مقصد قارئین کرام کی توجہ اُس الٰہی تحریک کی طرف مبذول کرانا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۸ء میں تحریک وقفِ جدید کے نام سے جماعت کے سامنے رکھی تھی۔ اس کے ذریعہ ایسے رضا کار تیار کئے جائیں جو ایک طرف افرادِ جماعت کو اسلامی تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں اور دوسری طرف غیروں کو اسلام کے منور چہرے سے آشنا کریں۔

آج اپنے تئیں مسلمان کہلانے والے اور اسلام کا دم بھرنے والے اسلام کی روحانی تعلیم سے بے بہرہ و ناواقف ہیں اُنہیں صحیح رنگ میں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا ہم افراد جماعت کا فرض ہے اور یہ فریضہ اسی صورت میں ادا ہو سکتا ہے جب ہم تحریک وقفِ جدید کے مقاصد کو احسن طریق پر پورا کریں۔ ہم ہر فرد بشر کو اسلام کا جانفزا پیغام پہنچائیں گو تبلیغ و اشاعت دین کے لئے مالی قربانیوں کے میدان میں ہمہ وقت پیش پیش رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس تحریک کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہا اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اُتارے گا۔"

(الفضل ۷؍جنوری ۱۹۵۸ء)

حضورؓ نے ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ:-

"میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلد اس وقف کی طرف توجہ کرے اور اپنے آپ کو ثواب کا مستحق بنائے یہ مفت کا ثواب ہے جو انہیں مل رہا ہے۔"

(۱۱؍جنوری ۱۹۵۸ء)

احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنی اور اپنی اولادوں کی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کریں اور حضورؓ کے ارشاد کی تعمیل میں مومنانہ جذبہ ایثار و فدائیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان عمل میں کود پڑیں۔ اس تحریک کے ذریعہ جہاں جانی قربانی کا مطالبہ کیا گیا ہے وہاں مالی جہاد کرنے کی بھی دعوت دی گئی ہے۔ اس جہاد کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے بڑوں اور چھوٹوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"جو دوست ابھی تک اس مالی جہاد میں شامل نہیں ہیں اُن کو چاہیئے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا وہ ارشاد جو حضورؓ نے وقفِ جدید کے بارہ میں فرمایا تھا کہ خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں میں اس مقصد کو ہر حال میں پورا کروں گا۔ اپنے سامنے رکھیں پھر میں نے یہ تحریک کی تھی کہ اگر ہمارے اطفال اور ناصرات اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اُن کے والدین اپنے بچوں کی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اُن کی برکت کا سامان پیدا کرنا چاہیں تو جو چھوٹے بچے ابھی ناسمجھ ہیں اُن کی طرف سے بھی وقف جدید کے چھ روپے دیں تو اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔ جماعت کو چاہیئے کہ وہ اس کی اہمیت کو بھی سمجھے اور اپنے بچوں کو ابھی سے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں۔"

(۲۷؍دسمبر ۱۹۶۷ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر احمدی بچوں کو ان الفاظ میں مخاطب فرمایا:-

"احمدی بچو! (لڑکوں اور لڑکیوں) سے اپیل کرتا ہوں کہ اے خدا اور اس کے رسول کے بچو! اُٹھو اور آگے بڑھو اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقف جدید کے کام میں جو رخنہ پڑ گیا ہے۔ اُسے پُر کر دو اور اس کمزوری کو دور کر دو جو اس تحریک کے کام میں واقع ہو گئی ہے ......

اے احمدیت کے عزیز بچو! اُٹھو اور اپنے ماں باپ کے پیچھے پڑ جاؤ اور اُن سے کہو کہ ہمیں مفت میں ثواب مل رہا ہے آپ اس سے کیوں محروم کر رہے ہیں۔ آپ ایک اٹھنی ماہوار ہمیں دیں کہ ہم اس فوج میں شامل ہو جائیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ دلائل و براہین اور قربانی اور ایثار و فدائیت اور صدق و صفا کے ذریعہ اسلام کو باقی تمام ادیان پر غالب کرے گی تم اپنی زندگی میں ثواب لوٹتے رہے ہو اور ہمیں بھی اس سے محروم رہے ہیں۔ آج ثواب حاصل کرنے کا ایک دروازہ ہمارے لئے کھولا گیا ہے ہمیں چند پیسے دو کہ ہم اس دروازہ میں سے داخل ہو کر ثواب کو حاصل کریں اور خدا تعالیٰ کی فوج کے ننھے منے سپاہی بن جائیں۔"

(۲۷؍اکتوبر ۱۹۶۸ء)

ہر دو خلفائے عظام کے ان تاکیدی ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تحریک کتنی اہم ہے اور اس میں حصہ لینا کتنا ضروری ہے پس آیئے کہ ہم خود بھی اور اپنے اہل و عیال کو بھی آج ہی اس میں حصہ دار بنا کر خدا کی رضا اور اُس کی خوشنودی کے وارث بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

درخواستِ دعاء

عزیزم عبد الحق صاحب نانی ابن مکرم محمد صدیق صاحب نانی آف بمبئی بی۔ اے فرسٹ ایر کا امتحان دے رہے ہیں۔ عزیز موصوف کی نمایاں کامیابی کے لئے جملہ احباب اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے — بدر مجریہ ۱۸؍مارچ میں سہو کتابت سے عزیز مذکور کا نام عبد الحق نانی کی بجائے عبد الحق خان شائع ہو گیا ہے۔

(ایڈیٹر بدر)

یوم مسیح موعود علیہ السلام کی مُبارک تقریب پر
مختلف جماعتوں میں کامیاب جلسے

جماعت احمدیہ جنتہ کنڈہ

مورخہ ۲۲ ر مارچ ۱۹۷۱ء کو جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا۔ جس کی صدارت کے فرائض مکرم محمد اکبر صاحب نے انجام دیئے۔ مکرم سیٹھ محی الدین صاحب کی تلاوتِ قرآن کریم اور مکرمی عبد المنان صاحب کی نظم کے بعد پہلی تقریر خاکسار نے زیر عنوان سیرت مسیح موعود علیہ السلام کی۔ بعدہٗ مکرم حفیظ اللہ شریف صاحب نے نظم پڑھی۔ ازاں بعد مکرم مولوی عبد الحفیظ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضٰ کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد عزیزم نذیر احمد نے ایک نظم سنائی۔ آخر میں مولوی نصیر احمد صاحب خادم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر تقریر کی۔ صدر محترم کے اختتامی خطاب اور دعا کے ساتھ اجلاس ساڑھے نو بجے شب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

خاکسار محمد عبد الغنی سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ جنتہ کنڈہ

جماعت احمدیہ تیماپور

۲۷ ر امان (مارچ) کو بعد نماز مغرب مسجد میں یوم مسیح موعود کا جلسہ زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ یادگیر منعقد ہوا۔ مکرم رحمت اللہ صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور عزیزم شفیق احمد صاحب کی نظم کے بعد مکرم مولوی بشارت احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ یادگیر، مکرم مولوی احمد حسین صاحب سعیدی وکیل، خاکسار رفیق احمد صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم مولوی ناصر الدین صاحب ناصر وکیل نے تقاریر کیں۔ بعدہٗ عزیز شفیق احمد صاحب نے نظم پڑھی۔ آخر میں صدر جلسہ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب نے اپنی صدارتی تقریر فرمائی۔ مکرم مبارک احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ تیماپور نے مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب اور دوسرے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

خاکسار رفیق احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ تیماپور

جماعت احمدیہ سکندرآباد

بتاریخ ۲۱ ر مارچ بروز اتوار بعد نماز عصر جماعت احمدیہ سکندرآباد نے زیر صدارت مکرم یوسف احمد الہ دین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سکندرآباد جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم محمد یوسف صاحب مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ بعد ازاں محترم صدر صاحب نے مختصر تقریر فرمائی اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

خاکسار علی محمد الہ دین سیکرٹری تعلیم و تربیت و تبلیغ

جماعت احمدیہ رشی نگر

مورخہ ۲۲ ر امان کو زیر صدارت مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب مبلغ سلسلہ بعد نماز مغرب و عشاء جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد ہوا۔ تلاوت کلام پاک مکرم برادرم نذیر احمد صاحب گنائی نے کی۔ مکرم محمد عبد اللہ صاحب بٹ نے درثمین سے حضرت مسیح پاک کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد خاکسار عبد الحی گنائی اور مکرم غلام احمد شاہ صاحب نے تقاریر کیں۔ بعد دعا ہماری یہ روحانی مجلس آٹھ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

خاکسار عبد الحی گنائی سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ رشی نگر

مجلس خدام الاحمدیہ کٹک

مجلس خدام الاحمدیہ کٹک کے زیر اہتمام مورخہ ۲۱ ر مارچ ۱۹۷۱ء بروز اتوار بعد نماز عصر زیر صدارت محترم مولوی سید عبد القدیر صاحب صدر جماعت احمدیہ کٹک جلسہ یوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید عزیزم مکرم سید رشید احمد صاحب نے کی۔ نظم مکرم فضل الٰہی صاحب نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ عزیزم مکرم سید زبید الدین صاحب شاہ قادری، عزیزم مکرم طارق احمد صاحب، مکرم عبد الباسط خان صاحب بی۔ ای، عزیزم مکرم سید غلام احمد صاحب بانی بی۔ ایس۔ سی، مکرم فضل الٰہی خان صاحب، عزیزم سید رشید احمد صاحب نے تقاریر کیں۔ مکرم ظہیر الدین خان صاحب اور مکرم عبد الرحیم صاحب نے نظمیں پڑھیں۔ آخر میں محترم صدر جلسہ نے مختصر خطاب کیا۔ بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار سید محمود احمد مہتمم قائد مجلس خدام الاحمدیہ کٹک۔

جماعت احمدیہ ارکہ پٹنہ

جلسہ یوم مسیح موعود مورخہ ۲۷ ر مارچ کو خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید عزیزم میاں مظفر الدین نے کی۔ میاں تبارک علی خاں صاحب نے سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ میاں مظہر الدین صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ مکرم جبرائیل خاں صاحب اور مکرم ایجاب الحق صاحب نے نظمیں پڑھیں۔ جلسہ دس بج کر بیس منٹ پر بعد دعا ختم ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار سید مبشر الدین احمد احمدی عفا عنہ۔

جماعت احمدیہ حیدرآباد

بتاریخ ۲۸ ر مارچ ۱۹۷۱ء بروز اتوار مسجد احمدیہ میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام زیر صدارت مکرم مولوی محمد حمید اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی نائب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد منعقد کیا گیا۔ مکرم احمد علی صاحب ہاشمی کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم نثار احمد خاں صاحب کی نظم کے بعد خاکسار محمد شمس الدین سیکرٹری تبلیغ و تعلیم و تربیت، مکرم عبد الحق صاحب فضل مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد اور صدر صاحب جلسہ نے تقاریر کیں۔ مکرم محمد اسحٰق صاحب منور اور مکرم عبد الباسط صاحب نے نظمیں پڑھیں۔ اجتماعی دعا کے ساتھ اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار شمس الدین احمدی سیکرٹری تبلیغ و تعلیم و تربیت حیدرآباد۔ دکن

جماعت احمدیہ یادگیر

جماعت احمدیہ یادگیر نے مورخہ ۲۶ ر مارچ بروز جمعہ بعد نماز مغرب محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی صدارت میں جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا۔ مکرم عبد الرقیب صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم ولی الدین صاحب کی نظم مکرم حکیم عبد العلی صاحب تکفیری۔ خاکسار بشارت احمد مبلغ سلسلہ اور مکرم مولوی احمد حسین صاحب سعیدی وکیل نے تقاریر کیں۔ آخر میں محترم صدر صاحب نے خطاب کیا۔ بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

خاکسار بشارت احمد بشیر مبلغ یادگیر

جماعت ہائے احمدیہ اُڑیسہ کی سالانہ کانفرنس

انشاء اللہ العزیز جماعت احمدیہ سونگھڑہ مورخہ ۱ ، ۲ ہجرت ۱۳۵۰ ہش مطابق ۱ ، ۲ مئی ۱۹۷۱ء کو سونگھڑہ میں آل اُڑیسہ احمدیہ کانفرنس منعقد کر رہی ہے۔

لہٰذا جملہ جماعت ہائے احمدیہ اُڑیسہ سے گذارش ہے کہ وہ اس کانفرنس میں شرکت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں اور کانفرنس کو کامیاب بنانے کی حتی المقدور کوشش فرمائیں۔ قیام و طعام کا انتظام جماعت ہٰذا کے ذمہ ہوگا۔

الراجی خاکسار عبد الحلیم خان احمدی

صدر کانفرنس کمیٹی سونگھڑہ (اُڑیسہ)

ضرورت محررین

صدر انجمن احمدیہ قادیان کو چند کلرکوں کی ضرورت ہے۔ ابتدائی طور پر مبلغ ۹۰/ روپے دیئے جائیں گے۔ امتحان سروس کمیشن کے بعد ۲۲۰-۶-۱۶۰-۵-۱۳۰-۴-۹۰ کے گریڈ میں فکس کر دیا جائے گا۔ مرکز سلسلہ میں خدمت دین کرنے کے خواہشمند احباب کے لئے بہترین موقعہ ہے۔ ایسے احباب جو مولوی فاضل یا میٹرک پاس ہوں اور خدمت سلسلہ کا شوق رکھتے ہوں وہ اپنی درخواستیں امراء و صدر صاحبان کی سفارش کے ساتھ جلد از جلد نظارت علیا صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھجوا دیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

درخواست دعا: میں اس سال بی۔ اے کا امتحان مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے دے رہی ہوں۔ میری بہن نسیم حفیظ میٹرک کا امتحان دے رہی ہے نیز میرے چھوٹے بھائی مسعود احمد بی۔ اے کا امتحان کانپور یونیورسٹی سے دے رہے ہیں۔ بزرگان جماعت و احباب کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم تینوں کو اعلیٰ نمبروں سے کامیاب فرمائے۔ آمین۔ خاکسار نعیم حفیظ کرہل (یو۔ پی)

افریقہ میں جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی سرگرمیاں

چند اہم کوائف کا ذکر

حضرت امام جماعتِ احمدیہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ۱۹۷۰ء کے تاریخی دورۂ مغربی افریقہ کے بعد اس برّ اعظم میں اسلام کی ترقی کی رفتار تیز تر ہوتی جارہی ہے۔ چنانچہ تحدیثِ نعمت کے طور پر چند اہم کوائف پر مشتمل تازہ ترین اطلاعات کے خلاصے احباب کی دلچسپی اور غیر از جماعت دوستوں کے غور و فکر کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

سیرالیون میں تین نئی جماعتوں کا قیام

سیرالیون کے امیر اور انچارج مشن مکرم مولوی محمد صدیق صاحب اپنی رپورٹ میں اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

(۱) حال ہی میں مشرقی صوبہ کے اہم مقام کینما کے قریب ایک مقام —— "LELE HAN" میں مکرم مولوی مقبول احمد صاحب ذبیح کے ذریعہ ایک نئی جماعت قائم ہوئی ہے جہاں چودہ افراد بیعت کر کے داخلِ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے۔ ان میں سے ایک دوست عربی کے اچھے عالم بھی ہیں۔

(۲) جورو میں ہمارا احمدیہ سکینڈری سکول بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔ وہاں کے غیر از جماعت چیف نے احمدیہ ہیلتھ سنٹر کے لئے بڑا وسیع مکان بھی دیا ہے۔ اور اس علاقہ میں ۱۴- افراد نے حال ہی میں بیعت کی تھی۔ اب مزید تین بیعتیں ہوئی ہیں۔

(۳) ملک کے دارالخلافہ فری ٹاؤن کے قریب پچھلے چند ماہ میں پانچ نئی جماعتیں قائم ہوئی تھیں۔ اب مزید دو گاؤں میں بارہ افراد پر مشتمل دو نئی جماعتیں قائم ہو گئی ہیں۔ اس علاقہ میں ترقی کے بہت امکانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے سینوں کو قبولِ حق کے لئے کھول دے۔

نائیجیریا کے اہم شہر اجے بو اوڈے میں عالیشان مسجد کے بعد سکول اور ہیلتھ سنٹر کے لئے ۱۲۰- ایکڑ زمین کا عطیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۷۰ء میں اپنے مغربی افریقہ کے دورہ میں نائیجیریا کے اہم شہر "اجے بو اوڈے" میں ایک عالیشان مسجد کا افتتاح فرمایا تھا جس کا سارا خرچ وہاں کی ایک مخلص اور مخیّر احمدی بہن الحاجہ فاطمہ نے برداشت کیا تھا۔ حضور نے اپنے دورہ سے واپسی پر فیصلہ فرمایا تھا کہ اس شہر میں سیکنڈری سکول اور ہیلتھ سنٹر کھولے جائیں۔ اس پر کارروائی ہورہی ہے۔ ڈاکٹر اور ٹیچر وہاں جانے کے لئے پا بہ رکاب ہیں۔

سکول اور ہیلتھ سنٹر کے لئے اس علاقہ کی ترقیاتی کونسل نے ایک سو بیس ایکڑ زمین کا گراں قدر عطیّہ احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا کو دیا ہے۔ اس زمین سے متعلقہ کاغذات کونسل سیکرٹری Mr. William olu Osisanlu نے ایک تقریب میں ہمارے نائیجیریا کے امیر مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب انوری کو پیش کئے۔ اس تقریب کا فوٹو نائیجیریا کے اہم اخبار "Daily SKETCH" کی ۸ ؍فروری کی اشاعت میں شائع ہوا۔

مغربی افریقہ میں احمدیہ ہیلتھ سنٹر اور نئے سکول

افریقہ میں تبلیغِ اسلام کی مساعی کو زیادہ تیز کرنے کے لئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو تحریک "نصرت جہاں" جاری فرمائی اس کے تحت پروگرام (Leap forward) "آگے بڑھو" کے زیرِ اہتمام علمی اور طبی خدمات بجا لانے کی غرض سے مغربی افریقہ کے مختلف ممالک میں ۱۳ ہیلتھ سنٹرز اور ستر اسّی ہائر سیکنڈری سکول کھولے جانے کی سکیم ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے جماعت سے ایک لاکھ پونڈ جمع کرنے کی اپیل فرمائی تھی جس پر احباب نے والہانہ جذبہ سے لبیک کہا اور اب تک ایک لاکھ پونڈ سے زائد رقم نقد جمع ہو چکی ہے۔ اور آئندہ ۲ سالوں میں مزید دو لاکھ پونڈ جمع ہونے کی اُمید ہے۔

سکیم کے عملی پہلو

۲۵ ؍جون ۱۹۷۰ء کو حضور نے مجلس نصرت جہاں کو قائم فرمایا۔ یکم نومبر ۷۰ء کو اس کے زیرِ اہتمام پہلے ہیلتھ سنٹر کا غانا کے قصبہ "کوکوخو" میں افتتاح ہوا۔ پھر دوسرے ہیلتھ سنٹر کا افتتاح یکم مارچ ۱۹۷۱ء کو غانا کے قصبہ اسکوارے میں ہوا۔ تیسرے ڈاکٹر ۲ ؍مارچ ۷۱ء غانا پہنچ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اب مزید ۱۳ ڈاکٹر عنقریب مغربی افریقہ روانہ ہونے والے ہیں۔ جو وہاں انشاء اللہ العزیز مزید ہیلتھ سنٹر قائم کریں گے۔

اس سکیم کا دوسرا حصہ مغربی افریقہ میں نئے سیکنڈری سکول قائم کرنا ہے۔ جس کی ابتداء نصرت جہاں گرلز اکیڈمی وا (غانا) کے قیام سے یکم نومبر ۷۰ء کو ہوئی۔ دوسرا سکول فومینہ (غانا) میں کھلا۔ ہمارے تین ٹیچر (دو بھائی ایک بہن) ان کے انتظامات کے لئے وہاں پہنچ گئے ہیں۔

نائیجیریا میں کچھ سکولوں کی منظوری ہوئی۔ جس کے لئے تین بھائی اور دو بہنیں وہاں جانے کے لئے پا بہ رکاب ہیں۔ غانا میں مزید دو سکول لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے اس سال کھل رہے ہیں۔ سیرالیون میں بھی ہمارے گرلز سکول کی منظوری ملنے کی جلد امید ہے۔

علاوہ ازیں وکالتِ تبشیر ربوہ کے زیرِ اہتمام پہلے سے ہی ان ممالک میں درجنوں سیکنڈری۔ مڈل اور پرائمری سکول اور تین ہیلتھ سنٹرز بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ نائیجیریا کے ایک رکن کا اعزاز

جماعتِ احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نائیجیریا میں ہماری جماعت کے ایک سرگرم رکن ڈاکٹر فنامی گیوا کو عالمی ادارہ موسمیات (World Meteorological organization) کی طرف سے ریسرچ کے اوّل انعام کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ یہ انعام جو ایک خاص سند اور ۳۳۳ پونڈ کے نقد عطیے پر مشتمل ہے۔ اس ادارے کی طرف سے دیئے جانے والے سلسلۂ انعامات کا سب سے پہلا انعام ہے۔ یہ انعامات ہر سال کے بعد اس سائنسدان کو دیئے جاتے ہیں جس نے موسمیات کی سائنس میں تحقیق پر خاص امتیاز حاصل کیا ہو۔ ڈاکٹر گیوا جو ابادان یونیورسٹی میں شعبہ طبیعات میں لیکچرر ہیں، ہمارے جماعت کے ممتاز شیخ القا[illegible] ہیں۔ [illegible] سب سے بڑے [illegible] اور خود بھی مخلص اور مستعد خادم [illegible]۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کے لئے مبارک کرے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

گیمبیا کی پارلیمنٹ کے انتخاب میں ایک مخلص احمدی کی کامیابی

گیمبیا میں جماعت احمدیہ کے مبلغ مرزا محمد اقبال صاحب جارج ٹاؤن نے اپنے خط محررہ یکم مارچ ۷۱ء میں اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

> یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ اس ہفتہ جماعتِ احمدیہ گیمبیا کے ایک مخلص رکن جناب ایم۔ اے سونکو پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اُن کی یہ کامیابی ان کے لئے اور جماعت کے لئے مبارک کرے۔ آمین ۞

گھانا میں دس نئی جماعتوں کا قیام

گھانا سے مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر مبلغ انچارج نے یہ خوشکن اطلاع بھجوائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصرت تبشیر سکیم کے ماتحت گھانا میں دس نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ یہ دس نئی جماعتیں ایک ہزار پچاس بالغ افراد پر مشتمل ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ۞

مالی سال کے آخری چند یوم

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ ۳۰ر اپریل ۱۹۷۱ء کو صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ختم ہو رہا ہے۔ اور اب چند یوم باقی ہیں۔

اس لئے نظارت ہذا جملہ احباب جماعت سے اور عہدیداران مال و مبلغین کرام سے امید رکھتی ہے کہ جماعت کے ہر بقایا دار کو مالی قربانی کی اہمیت اور سلسلہ کی ضروریات سے آگاہ فرمادیں۔ تاکہ ایسے دوست بھی بشاشتِ قلبی سے اپنی سستی کا انسداد کر سکیں۔ اور ۳۰ر اپریل سے قبل اپنے لازمی چندہ جات کی بقایا رقوم جو ان کے ذمہ واجب الادا ہیں، ادا کر کے اپنے فرائض سے سبکدوش ہوں۔ قبل ازیں تمام جماعتوں کو ۳۱/۱/۷۱ تک کی پوزیشن کی اطلاع بھجوائی جا چکی ہے۔

امید ہے کہ احباب جماعت اپنے اس عہد کو سامنے رکھیں گے کہ

"مَیں دین کو دُنیا پر مقدّم رکھوں گا"

پس خوش قسمت ہیں وہ احباب جو دین کو دُنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے دین کے لئے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین ؛

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

صدقات کے متعلق حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ایک اہم ارشاد

حضور رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا راستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندے کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اس کا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جہاں دُعائیں نہیں پہنچتیں وہاں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔"

حضور رضی اللہ عنہ کا مندرجہ بالا ارشاد جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں روکاوٹوں کے پیش نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ حضور اقدس کے اس ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کر دے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین ؛

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواست دعا

خاکسار کی بچی عزیزہ امۃ النسیمہ عرصہ ایک ماہ سے بعارضہ ٹائیفائڈ فریش ہے۔ کافی علاج و معالجہ کے باوجود کوئی افاقہ نظر نہیں آ رہا۔ جملہ احباب و بزرگان سلسلہ کی خدمت میں عزیزہ موصوفہ کی کامل شفایابی اور بحالی صحت کے لئے درد مندانہ دعاؤں کا ملتجی ہوں۔

خاکسار: محمد صدیق فانی۔ ڈوڈہ (کشمیر)

(۲)

خاکسار کے خسر مکرم بابو عبدالرزاق صاحب آف گوندہ ایک لمبے عرصہ سے بعارضہ فالج فریش ہیں۔ حال ہی میں پھر چوتھی بار فالج کا حملہ ہوا ہے جملہ بزرگان و احباب جماعت سے ان کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: بشیر احمد طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔

افریقہ میں کامیاب تبلیغ اسلام

اداریہ بقیہ صفحہ (۲)

کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ان آٹھ سالوں میں کامیابی اور بامرادی کی روحانی فتوحات کی تفصیل ایک لمبے بیان کی متقاضی ہے، جسے ہم بخوفِ طوالت چھوڑتے ہیں۔ موازنہ کی خاطر اگر اسی بات پر غور کر لیا جائے کہ ھُدیٰ (دہلی) اور تعمیر حیات کے ان مقالات پر آج چھ ماہ کا وقت گزرتا ہے۔ یہ لوگ تو محض باتیں بنا کر چُپ ہو رہے، مگر اس عرصہ میں جماعتِ احمدیہ نے صرف براعظم افریقہ میں جو شاندار تبلیغی خدمات سرانجام دے دی ہیں ان کا مختصر سا اندازہ اُن تازہ ترین اطلاعات سے لگایا جا سکتا ہے جو اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج کی گئی ہیں۔ ان کو پڑھیں اور دیکھیں کہ ایک طرف غیر از جماعت علماء کی تبلیغِ اسلام کے سلسلہ میں بے حسی اور بے عملی کا وہ عالم ہے جس کا مفصل ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔ بایں ہمہ اپنی دون ہمتی کو کئی طرح حیلے بہانوں سے چھپا لینا چاہتے ہیں —— اور دوسری طرف جماعتِ احمدیہ ہے کہ نہ اُسے مغربی ممالک کے مخالفانہ پروپیگنڈے نے اور نہ اُن کے ذی ثروت افراد کی بھرپور مخالفانہ امداد نے مرعوب کیا، بلکہ باوجود مقابلۃً کم مادی وسائل رکھنے کے محض خدا کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے احمدی مبلغین افریقہ کے وسیع علاقوں میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے آگے سے آگے ہی بڑھتے گئے۔ اور خدا تعالیٰ بھی اُن کی مخلصانہ مساعی میں غیر معمولی برکت ڈالتا چلا گیا۔

براعظم افریقہ میں کامیابی کے ساتھ اسلام کی تبلیغ پر طرح طرح کی باتیں بنانے والوں کیلئے یہ ایک ہی خبر لاجواب کر دینے کے لئے کافی ہے کہ خدا کے فضل وکرم سے چند ہی روز میں اکیلے ملک غانا میں ایسی دس نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا جن کے بالغ افراد کی تعداد ماشاء اللہ ایک ہزار پچاس ہے ——!! کیا یہ خبر یدخلون فی دین اللہ افواجًا کا ایک شاندار نظارہ پیش نہیں کرتی اور کیا یہ اسلام کی کامیاب تبلیغ کا ناقابلِ تردید واضح ثمرہ نہیں ؟

اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّاُولِی النُّھٰی ؛

مالی سال کا اختتام

موصی حضرات کی خاص توجہ کے لئے!

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال ۳۰ر اپریل ۱۹۷۱ء (۳۰ر شہادت ۱۳۵۰ ہش) کو ختم ہو رہا ہے۔ موصی حضرات کے حصہ آمد کے حسابات بھی ۳۰ر اپریل کو بند کئے جاتے ہیں۔ اس لئے موصی حضرات سے درخواست ہے کہ وہ یکم مئی ۱۹۷۰ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۷۱ء تک یعنی سالِ رواں کی آمدنیوں کا جائزہ لے کر اس کے مطابق اپنا حصہ آمد جلد از جلد اپنی جماعتوں کے سیکرٹریانِ مال کے پاس جمع کرا دیں تاکہ حصہ آمد کی رقوم مرکز پہنچ جائیں۔ اور ۳۰ر اپریل ۱۹۷۱ء کو موصی حضرات کے ذمہ کوئی بقایا نہ رہے ؛

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

یہ مت خیال فرمایئے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکتا اور یہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجیئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ { "Autocentre" } ٹیلیفون نمبرز { 23—1652 / 23—5222